۶۸۶

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

مؤلفہ

مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی

(مولوی فاضل)

حامداً و مصلیاً

عرض حال

سیدی مولائی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب دامت فیوضہم العالی کی ہمرکابی میں تین بار زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا۔ تو اپنی آنکھوں سے ناواقف حجاج کو سخت ترین کوتاہیوں میں مبتلا پایا۔ جو اپنی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے ایسے کام کر گذرتے ہیں جس سے فریضۂ حج میں نقصان واقع ہوتا ہے اس لئے حضرت موصوف کی تعمیل ارشاد میں یہ مختصر اور مفید رسالہ تالیف کیا گیا جس میں حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی کتاب "زبدۃ المناسک" اور دیگر معتبر کتابوں سے حج کا طریقہ اور دیگر ضروری مسائل کو عام فہم عبارت میں جمع کر دیا گیا۔ تاکہ حجاج کو اپنے فرض ادا کرنے میں سہولت اور آسانی ہو۔ نیز حرمین محترمین کے مقدس مقامات اور ان کے فضائل و برکات کا بھی مختصر تذکرہ کر دیا ہے تاکہ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ان نعمتوں سے محروم نہ رہے۔ اور ان آداب کو بھی ذکر کر دیا ہے جن کی پابندی سے اس مبارک سفر کے بہترین ثمرات سے بہرہ ور ہو۔

اگر اس رسالہ میں کوئی خوبی اور مفید بات ہو تو وہ حضرت موصوف کی برکت اور توجہ کا نتیجہ ہے اور جو کچھ غلطیاں اور خرابیاں ہیں وہ مجھ سراپا عیوب کی لغزش قلم اور کم فہمی کا نتیجہ ہیں۔ ع قلم عفو بر خطایم کش

محمد احتشام الحسن غفرلہ

۳ ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ

۴۸۶

قال اللہ تعالیٰ

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

رسالہ

رفیق حج
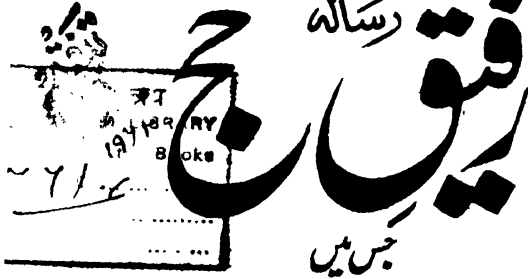
جس میں

حج ادا کرنے کا طریقہ اور حج کے متعلق ضروری مسائل اور حرمین شریفین کی زیارت کے آداب ور متبرک مقامات کا بیان مذکور ہے

حسب ارشاد

سیدی و مولائی حضرت مولانا الحاج مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی دامت فیوضہم العالی

الحاج مولوی محمد احتشام الحسن (مولوی فاضل) کاندھلوی نے تالیف کیا

شائع کردہ

مینیجر کتب خانہ فیضی بستی حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

قیمت ۱۰/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سیدنا وسید الخلائق والمرسلین محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حج اسلام کا ایک بڑا رکن ہے جس کی فرضیت قرآن شریف سے ثابت ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس زادِ راہ اور سواری موجود ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر بھی حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

دارقطنی میں حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حج سے روکنے والی کوئی ضرورت یا مجبوری یا بیماری نہ ہو تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

یعنی ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد اگر اس میں استطاعت ہو

توسب سے پہلے فرض حج کا ادا کرنا ضروری ہے بے وجہ دیر کرنے والے مسلمان میں یہود ونصاریٰ والی صفت موجود ہی۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپنے ارشاد فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں کو بھیجوں تاکہ وہ ایسے لوگوں کو تحقیق کرکے جن پر حج فرض ہے اور پھر بھی حج نہیں کرتے ان کے گھروں کو آگ لگادیں اور اُن کو قتل کردیں واللہ میں ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ یہ جملہ حضرت عمرؓ نے مکرر سہ کرر فرمایا ایک دوسری روایت میں ہی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسے لوگوں پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ مسلمان نہیں بس جن مسلمانوں پر حج فرض ہے اُن کو چاہیئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو حج ادا کرنے کی کوشش کریں۔

حج کن لوگوں پر فرض ہی

حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) مُسلمان، عاقل، بالغ، آزاد ہونا۔

(۲) تندرست صحیح سالم ہونا بیمار، لنگڑے، لولے، لُنجے اور اندھے پر حج فرض نہیں۔ البتہ اگر کسی کے پاس اس قدر روپیہ ہو جو باوجود معذور ہونے کے بآسانی سفر کرسکتا ہو تو اُس کو حج ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) سفر خرچ اور زادراہ کا موجود ہونا جو حوائج ضروریہ اور اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے ضروری خرچ سے زائد ہو۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پسماندگوں کیلئے کم از کم اس قدر چھوڑ جائے کہ اس کے واپس ہونے کے دن ان کے پاس ایک روز کے کھانے کو موجود ہو۔ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کے پاس اسقدر روپیہ ہو جو اس کو مکہ مکرمہ پہنچا سکے تو یہ روپیہ حج میں خرچ کرنا چاہیئے اگر ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوگا۔ حج کے لئے کسی سے روپیہ مانگنا مناسب نہیں اس لئے کہ سوال کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

(۴) عورت کے لئے بوڑھی ہو یا جوان محرم یا خاوند کا ساتھ ہونا ضروری ہے محرم سے مراد ہر وہ عاقل بالغ مرد ہے جس سے قرابت یا رضاعت یا صہریت (سسرال) کی وجہ سے شرعاً اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ البتہ اگر محرم فاسق فاجر ہو جس پر بد چلنی کی وجہ سے اعتماد اور بھروسہ نہ ہو تو ایسا محرم بھی کافی نہیں۔

جب عورت کو محرم ملجائے تو خاوند سے اجازت لیکر فرض حج کے لئے سفر کر سکتی ہے۔ خاوند کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اگر عورت مالدار ہو اور محرم کا خرچ برداشت کر سکتی ہو تو اسکو چاہیئے کہ محرم کا خرچ دے اور فرض حج ادا کرے۔

(۵) حج کے صحیح ہونے کے لئے ایام حج اور احرام اور نیت کا ہونا ضروری ہے اگر بغیر احرام باندھے یا بغیر نیت کئے افعال حج ادا کئے تو حج ادا نہ ہوگا ایسے ہی ایام حج سے پہلے یا بعد اگر حج کے کسی رکن کو ادا کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔ یکم شوال سے ۱۰ ذی الحجہ تک ایام حج ہیں ان سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

آدابِ سفر

(۱) جب اس مبارک سرزمین کی زیارت کا شوق اور قصد ہو تو پہلے کسی دیندار مخلص خیرخواہ سے اپنی تمام ضروریات اور مجبوریوں کو ذکر کر کے مشورہ لے اگر اس وقت سفر کرنا احباب اور مخلصین کی رائے میں بھی مناسب ہو تو استخارہ مسنونہ شروع کرے اور جب تک دل میں کوئی بات پختہ طور پر نہ جم جائے برابر استخارہ کرتا رہے۔ استخارہ نفس حج کا نکرے اس لئے کہ حج سراسر خیر ہے بلکہ تعیین وقت اور موجودہ حالات میں سفر کرنے کے لئے استخارہ کرے۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے۔ اس کے بعد اپنے مقصد کے لئے دعا کرے اور

تین دفعہ درود شریف پڑھ کر چند بار اس دعا کو پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ذَهَابِیْ اِلَی الْحَجِّ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ مَعَ هٰذِهِ الْاَحْوَالِ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقْدِّرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاَقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

دعا کے پڑھنے کے بعد پھر تین دفعہ درود شریف پڑھے۔
اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بغیر نماز کے اس دعا کو بار بار پڑھے اور انتظام کو شروع کردے پھر جو کچھ بھی پیش آویگا انشاءاللہ سراسر خیر ہوگا

(۲) جب حج کا ارادہ پختہ ہوجائے تو گناہوں سے سچی توبہ کرے لوگوں کے حقوق اور قرض خواہوں کا قرض ادا کرے۔ کسی پر ظلم کیا ہو یا بے وجہ تکلیف پہنچائی ہو یا غیبت یا برائی کی ہو تو اس سے معافی مانگے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ذرا سے حرام مال کا واپس کرنا بارگاہِ خداوندی میں ستر حج کے برابر ہے۔ غرض گناہوں کی کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کے گھر کی زیارت کے لئے جائیے ورنہ رب البیت کے عتاب کا اندیشہ ہے اور اس مقدس جگہ کے فیوض سے محرومی یقینی ہے۔

جانے سے قبل والدین سے اجازت لے اگر وہ ناخوش ہوں تو اُن کو رضامند کرے اور جن لوگوں کا خرچہ اور نفقہ اس کے ذمّہ ہے ان کے لئے کوئی ایسا بندوبست کر جائے کہ وہ واپسی تک پریشان نہ ہوں

(۳) اپنے ارادہ اور نیت کو درست کرے اور دل میں گناہوں کی مغفرت باطن کی صفائی خداوند عالم کی رضاجوئی حکم ربانی کی بجا آوری کی خواہش اور آرزو کو مستحکم اور مضبوط کرے۔ اس سفر میں اکثر ریا اور نمود کو دخل ہوتا ہے۔ آرزو یہ ہوتی ہے کہ حاجی کہلاؤں اور سمجھتا یہ ہے کہ دل میں حج اور زیارت بیت اللہ کا شوق ہے۔

جہاں تک ممکن ہو سکے دنیوی مفاد اور منافع کے خیال سے دل کو پاک رکھے تجارت وغیرہ کا بھی ارادہ نہ کرے تاکہ پریشان خاطر نہ ہو اور قلب اور جوارح اطمینان اور سکون کے ساتھ شعائر اسلامی اور ارکان حج کی بجا آوری اور تعظیم و تکریم میں مشغول رہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"قریب ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ میری امّت کے
بادشاہ شہرت کے لئے حج کریں گے اور امراء بڑائی اور
رفعت کے لئے حج کرینگے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت
کی غرض سے حج کرینگے اور غربا سوال اور مانگنے کے ارادہ
سے حج کرینگے اور علما ریا اور دکھلاوے کے لئے
حج کریں گے۔"

اس ارشاد نبوی میں ان تمام اغراض و مقاصد کو بیان فرمادیا گیا ہے
جو خلوص نیت کو برباد کر کے حج کی فضیلت اور برکات سے محروم کردیتے
ہیں۔ اگر خرچ کم ہو اور بغیر تجارت یا مزدوری کے چارہ نہ ہو تو کچھ مضائقہ
نہیں لیکن ضمناً اور تبعاً کرے مقصود اصلی نہ بنائے۔

(۴) حج کی کیفیت ارکان اور شرائط حج اور مناسک کی ادائیگی کا طریقہ
اور اس کے آداب اور مستحبات کو معلوم کر کے خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے
اس لئے کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا ناواقف کا کرنا اکثر نہ کرنے سے
بدتر ہو جاتا ہے۔ بہت لوگ سفر کی صعوبتیں اور کثیر اخراجات
برداشت کرتے ہیں لیکن اپنی ناواقفیت کی وجہ سے حج ادھورا اور
ناتمام کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے باعث بڑی بڑی نعمتوں
سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات الٹی لعنتوں اور اللہ کے غضب

کو لیکر لوٹتے ہیں۔ حج جیسے قابل اہتمام ذی شان کام کو ملفوظون کے بھروسہ پر چھوڑ دینا عقل اور سمجھ کے بالکل خلاف ہے۔

(۵) اپنی طبیعت کے موافق کسی نیک سیرت دیندار واقف رفیق سفر کو تلاش کرنا چاہیئے اگر کوئی عالم دین ملجائے تو اور بھی بہتر ہے کہ مسائل معلوم کرنے میں سہولت رہے۔ رفیق کی صلاحیت کی برکت سے بہت دفعہ حج کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔

(۶) سفر خرچ اور زاد راہ حلال غیر مشتبہ مال سے لینا چاہیئے۔ حرام مال سے ہرگز سفر حج نہ کرنا چاہیئے مال کے حلال ہونے کو حج کی قبولیت میں بڑا دخل ہے ارشاد نبوی ہے "جب انسان حرام مال سے حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالٰے کی جانب سے جواب ملتا ہے تیری لبیک قبول نہیں اس لئے کہ تیرا توشہ حرام کا تیری سواری حرام کی تیرے کپڑے حرام کے ہیں پس اپنے گناہوں سمیت لوٹ جا تیرے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں"۔ حرام سوال کے ذریعہ جو روپیہ ملا ہو وہ بھی بمنزلہ حرام مال کے ہے

(۷) روپیہ پیسہ اپنی وسعت اور ہمت کے موافق خوب ساتھ لینا چاہیئے تاکہ مسکینوں اور ساتھیوں پر دل کھول کر خرچ کر سکے اور دوسروں کو خوب کھلا سکے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "حج کی راہ میں خرچ کرنیوالے خرچ کرنیسے ستر گنا زائد ثواب ہے کھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

عائشہ صدیقہ کو حج کے لئے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا "تمہیں ثواب بقدر خرچ کے ملے گا۔"

(۸) جہاں تک ممکن ہو کھانے پکانے میں کسی کی شرکت نہ کرے اس میں ہر وقت تنگی اور جھگڑے رہتے ہیں اگر شرکت پر مجبور ہو تو سب سے زیادہ خرچ کرے اور سب سے زائد کام کرے۔ اور سب سے کم کھائے۔ اس لئے کہ اس مبارک سفر میں جس قدر زائد خرچ اور خدمت کرے گا اسی قدر فائز اور کامیاب ہوگا۔ خرچ اور خدمت دونوں مستقل ثواب کی چیزیں ہیں۔

(۹) سفر کی ابتدا جمعرات ورنہ پیر کو کرنا مستحب ہے۔

(۱۰) جب گھر سے روانہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور متعلقین کیلئے دعا خیر کرے۔ پھر دوستوں پڑوسیوں رشتہ داروں بال بچوں کو خدا کے حوالہ کر کے رخصت ہو اور یہ دعا پڑھے۔

اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعُہٗ

اور جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی

الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْعَةِ فِی السَّفَرِ وَالْكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ ـ اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ ـ

جب سوار ہو تو اول داہنا پیر رکھے اور بسم اللہ کہے جب سوار ہو چکے تو یہ دعا پڑھے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ـ جب جہاز یا کشتی پر سوار ہو تو یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ـ

اگر یہ دُعا پڑھ کر جہاز میں سوار ہوگا تو انشاء اللہ جہاز کی آفات اور ڈوبنے سے محفوظ رہے گا ـ

جب بمبئی یا کراچی یا جدہ پہنچے اور شہر کی آبادی دکھلائی دے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ الْبَلَدِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا ـ جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهَا (تین دفعہ) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا

انشاء اللہ اس شہر کی مصیبتوں اور مکروہات سے محفوظ رہے گا ہر روز صبح کو یہ دعا پڑھے سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔ شام کے وقت یہ دعا پڑھے يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَاَهْلِهَا انشاء اللہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اور مصیبت اور خوف اور وحشت کے وقت سورہ لایلاف کثرت سے پڑھے۔

(۱۱) اس مقدس سفر میں تواضع اور انکساری عاجزی اور فروتنی کو اختیار کرے اور ان آداب کو ملحوظِ خاطر رکھے جو بارگاہِ صمدیت کے شایانِ شان ہوں۔ کھانا پینا قیام اور لباس سواری اور مکان غرض کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے ترفع اور بڑائی کی بو آتی ہو۔ ایک ذلیل وخوار بندہ بنکر غلاموں کی طرح اپنے مولیٰ کے در پر حاضر ہو اور مسکینوں کی طرح اس عالی دربار میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے حق تعالےٰ اس حاجی کو پسند فرماتے ہیں۔ جس کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور کپڑے غبار آلودہ ہوں۔

(۱۲) اپنے ساتھی اور ملازم کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی کا برتاؤ کرے اور ہر کام میں ان کی اعانت و مدد کرے بد خلقی اور جھگڑوں سے بچے زبان کو جھوٹ غیبت لعنت اور فحش باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جو کچھ نقصانات اور تکالیف اس مبارک سفر میں پیش آویں ان سے پریشان اور بد دل نہ ہو بلکہ ہر بات پر ثواب کی امید رکھے اور اس کو حج کے مقبول ہونے کی علامت سمجھے۔

(۱۴) فرض نمازوں کو مستحب اوقات میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام رکھے۔ نماز کے معاملہ میں ہرگز تساہل نہ کرے نماز حج سے بدرجہا افضل اور مؤکد ہے۔ جس قدر آسانیاں حق تعالیٰ نے مسافر کیلئے مرحمت فرمائی ہیں انسے زیادتی نہ کرے۔ نفل نماز سواری پر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اس میں قبلہ کی طرف منھ کا ہونا بھی ضروری نہیں جدھر سواری جا رہی ہو اُس طرف رُخ کر کے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن فرض نماز اور وتر سواری پر جائز نہیں اس کے لئے نیچے اُترنا قبلہ کیطرف مُنہ کرنا کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی شرعی عذر بیماری وغیرہ ہو جس کی وجہ سے سواری سے نہ اُتر سکتا ہو تو کچھ حرج نہیں اُسوقت سواری پر بیٹھ کر قبلہ رُخ ہو کر نماز ادا کرے۔

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ایک فرض حج کی وجہ سے

فرض نمازوں کو ضائع اور خراب کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ نماز قضا تک کر دیتے ہیں جس مقدس سفر میں نوافل اور مستحبات کا التزام اور پابندی کرنی چاہیئے تھی اس میں فرض نمازوں میں سستی اور بے پرواہی برتنا سراسر خسران اور محرومی کی دلیل ہے۔

(۱۵) بار بار یہ مبارک سفر نصیب نہیں ہوتا اس لئے وقت کو غنیمت سمجھے اور یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ ہر وقت دل اور زبان پر ذکر اور درود اور استغفار جاری رکھے۔ ان مبارک اور مسعود وقتوں میں فضول باتوں اور فضول کاموں میں پھنسے رہنا بڑی بے نصیبی ہے۔

حج کی قسمیں

حج تین طرح کیا جاتا ہے اول صرف حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں دوسرے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھنا اس کو قران کہتے ہیں۔ تیسرے حج کے مہینوں میں اول عمرہ کا احرام باندھنا اور پھر عمرہ کے افعال پورے کر کے حلال ہو جانا اور اسی سال پھر حج کا احرام باندھنا اس کو تمتع کہتے ہیں۔ ان تینوں صورتوں میں فرض حج ادا ہو جاتا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قران افضل اور اولےٰ ہے (اور حج بدل کرنے والے کے لئے تفصیل ہے)

احرام باندھنے کا طریقہ

مکہ کے چاروں طرف مکہ میں داخل ہونے والوں کیلئے جگہ مقرر ہے جس کو میقات کہتے ہیں۔ اس جگہ سے بغیر احرام باندھے گذرنا سخت گناہ اور حرام ہے۔ مدینہ سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے اور ہندوستان سے جانے والوں کے لئے یلملم میقات ہے جب جہاز یلملم کے مقابل سے گذرتا ہے تو کپتان سیٹی دیتا ہے اس وقت فوراً احرام باندھ لینا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ تحقیق کرکے اس وقت سے کچھ پہلے احرام باندھ لے۔ احرام جسقدر بھی پہلے باندھے افضل ہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے اول حجامت بنوائے ناف کے نیچے کے بال لے اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو سر بھی منڈوائے ورنہ بالوں کو کنگھے سے درست کرے اگر بی بی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور تنگی مانع نہ ہو تو مجامعت کرنا بھی مستحب ہے پھر احرام کی نیت سے غسل کرلے اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کرے اور سلے ہوئے کپڑے اُتار دے اور دو سفید چادریں نئی یا دُھلی ہوئی لے کر ایک تہبند کی طرح باندھ لے اور دوسری اوڑھ لے۔ اگر رنگین چادر ہو یا ایک ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اور بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگائے مگر ایسی خوشبو نہ ہو جس کا جرم[ع] بعد میں

ع یعنی ظاہری اثر ۱۲

باقی رہے۔ پھر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو سر ڈھک کر دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنا افضل ہے۔ فرض نماز کے بعد بھی اگر احرام باندھ لیا جائے تب بھی مستحب ادا ہو جائے گا۔ نماز پڑھ کر سر کھول لے اور دل میں نیت کرلے کہ میں حج کا احرام باندھتا ہوں یا عمرہ کا احرام باندھتا ہوں یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہوں۔

اگر صرف حج کی نیت کی ہے تو یہ الفاظ زبان سے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ۔

اور اگر صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو یہ الفاظ زبان سے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھَا مِنِّیۡ۔

اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی ہو تو یہ الفاظ زبان سے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھُمَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھُمَا مِنِّیۡ اس کے بعد حج کی نیت سے باآواز بلند تلبیہ پڑھے۔ تلبیہ یہ ہے:۔

لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ تلبیہ میں ان الفاظ سے کمی کرنا مکروہ ہے البتہ اول اور آخر میں اُن الفاظ کو بڑھا سکتا ہے جو حدیث سے ثابت ہوں مگر بیچ میں کسی لفظ کو نہ بڑھانا چاہیئے۔ تلبیہ بلند آواز سے

پڑھنا مستحب ہے مگر چیخنا اور چلانا نہ چاہئے۔ جب تلبیہ پڑھے پے در پے تین بار پڑھے (بیچ میں بات نہ کرے حتی کہ سلام کا جواب بھی نہ دے) اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ اور جو چاہے دعا مانگے اور ہر وقت تلبیہ کا یہی حکم ہے۔

پھر اترتے چڑھتے چلتے پھرتے ہر وقت تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور جس قدر بھی ہو سکے کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے کہ یہ اس زمانہ کی سب سے افضل عبادت ہے۔

بس احرام بندھ گیا جو حج کا پہلا فرض ہے اب ممنوعات احرام سے بچنا چاہئے

وہ چیزیں جو حالت احرام میں منع ہیں

جب احرام باندھ لیا گیا تو منہیات سے بچے، جماع اور جماع کے لوازمات مثل بوسہ بازی عورت سے بغلگیر ہونا وغیرہ امور اور فحش و گندی باتوں فسق و فجور لڑائی جھگڑے قتل و قتال اور شکار سے بچے نہ خود شکار کرے نہ شکار کرنے والے کو تبلائے اور نہ شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکاری کی مدد کرے۔ نہ حرم کا درخت کاٹے اور خوشبو لگانی اور ناخن اور بال کتروانے اور سر یا منہ کو ڈھکنا (سارا ہو یا تھوڑا) یہ سب

باتیں منع ہیں تکیہ پر سر اور رخسار کو رکھنے میں کچھ حرج نہیں اوندھا ہو کر تکیہ پر پیشانی کا رکھنا مکروہ ہے۔ سر پہ کپڑا رکھنا منع ہے اور کپڑوں کی گٹھری یا خوان یا دیگر سامان سر پر رکھنا جائز ہے۔ اگر بیت اللہ کے پردوں کے نیچے آیا اور سر یا چہرہ کو پردہ لگ گیا تو مکروہ ہے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ سر اور داڑھی کو خطمی سے نہ دھوئے صابن اور اشنان سے دھو سکتا ہے۔ سِلے ہوئے کپڑے کرتہ پائجامہ ٹوپی موزہ اور فل بوٹ نہ پہنے۔ سِلے ہوئے کپڑے کو اوڑھنے میں کچھ حرج نہیں اگر جوتہ نہ ہو تو موزہ یا فل بوٹ کو وسط قدم سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ خوشبودار چیز اور خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز نہیں اگر دھو کر خوشبو کو زائل کر دیا ہو تو کچھ حرج نہیں غسل کرنا جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ میل کچیل دور کرنے کی نیت نہ کرے اگر نہائے تو طہارت اور خنکی کی نیت سے نہائے۔ خیمہ اور کجاوہ اور موٹر کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے مگر سر اور چہرہ کو نہ لگے اگر لگ گیا تو مکروہ ہوگا ہمیانی باندھ سکتا ہے ہتھیار لگا سکتا ہے تہبند میں جیب بھی لگا سکتا ہے بغیر خوشبو کا سرمہ بھی لگا سکتا ہے۔ ختنہ کرانا فصد کرانا ٹوٹے ہوئے عضو کا باندھنا جائز ہے۔ سر اور داڑھی اس طرح کھجا سکتا ہے کہ بال نہ ٹوٹے اور نہ جوں مرے۔ جرابیں اور بنیان کا پہننا بھی جائز نہیں۔

عورت کا احرام

عورت کا احرام بھی مردوں کی طرح ہے بجز اس کے کہ عورت سِلے ہوئے کپڑے پہنے۔ عورت جُرّابیں بھی پہن سکتی ہے اگرچہ ٹخنے چھُپ جاویں۔ اور تلبیہ اتنی زور سے نہ پڑھے کہ غیر مرد آواز سُنیں البتہ مردوں کی طرح عورت کو بھی چہرہ پر کپڑا ڈالنا یا پنکھا وغیرہ رکھنا جو رخساروں کو لگتا ہو جائز نہیں۔ بلکہ عورت کو ایسی طرح پردہ کرنا چاہیئے کہ کپڑا یا نقاب چہرے سے نہ چھوئے۔ عورت اگر حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو احرام کے وقت نماز نہ پڑھے بلکہ صرف غسل کر کے احرام باندھ لے یہ غسل طہارت کا نہیں بلکہ نظافت اور صفائی کے لئے ہے جو احرام کے وقت مستحب ہے باقی احکام میں عورت و مرد برابر ہیں۔

نابالغ بچوں کا احرام

نابالغ اور ناسمجھ بچے اور مجنون کی طرف سے ولی احرام کی نیت کر سکتا ہے پھر اُن کو تمام محظورات سے بچانا چاہیئے اور تمام ارکان اُن سے ادا کرانے چاہئیں۔ اگر ناسمجھ بچے سے کوئی بات چھوٹ

جائے یا کوئی محظور پیش آئے تو اُس کی کوئی جزا نہیں۔

جدّہ

جب جہاز جدّہ پہنچے تو پہلے سے کسی دیندار صالح مطوفؑ کو جو ارکان اچھی طرح سنت کے موافق ادا کرائے متعین کرلو۔ اور جہاز سے اُترتے ہی مطوف کا نام بتلادو۔ جب مطوف کا تم نام بتلاؤ گے اُس کا آدمی تمہیں اپنے ساتھ لے جائیگا اور تمہاری سواری وغیرہ کا انتظام کردیگا بغیر مطوف کے واسطہ کے یہاں کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

حدودِ حرم

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حدود حرم قائم کی۔ طوفانِ نوح کی وجہ سے یہ حدود قائم نہ رہی۔ اس لئے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خبر کے موافق ان نشانات کو قائم کیا۔ پھر نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے بعد حرم کی حدبندی کرائی۔ حد حرم مدینہ منورہ کے راستہ میں تنعیم ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل ہے اور یمن کے راستہ سے اضاۃ لبن ہے جو مکہ مکرمہ سے سات

ع ہمارا مطوف شیخ عبدالاسلام ہاشم تھا جو نہایت دیندار اور صالح مطوف ہے ۱۲

میل ہے اور عراق کے راستہ سے ثنیہ خلّ ہے جو مکہ مکرمہ سے سات میل ہے اور جعرّانہ کے راستہ سے شعب آل عبداللہ ہے جو مکہ مکرمہ سے نو میل ہے اور طائف کے راستہ سے عرنتہ ہے جو مکہ مکرمہ سے سات میل ہے اور جدّہ کے راستے سے حدیبیہ ہے جو مکۂ مکرمہ سے دس میل ہے۔ موضع حدیبیہ میں نشان کے طور پر دو کھمبے چونے سے بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کے بائیں جانب کنواں ہے اور پانی کی سبیل اور مسجد کا چبوترہ ہے۔

اگر ابتک کا وقت تم نے غفلت اور لاپرواہی سے گذارا ہے تو اب ہوشیار ہو جاؤ توبہ اور استغفار کرو بار بار تلبیہ پڑھو یہ وہ مقام ہے جس کو خدا اور اس کے رسول نے بڑائی اور عظمت دی ہے بڑی بڑی قوتیں یہاں آکر سرنگوں ہوئیں۔ جلیل القدر انبیا علیہم السلام نے اس متبرک مقام کا ادب کیا۔ تم بھی ذلت و خواری عاجزی و انکساری خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کرتے ہوئے برہنہ پا اس وادی مقدس میں داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگو اَللّٰهُمَّ هٰذَا اَمْنُكَ وَحَرَمُكَ الَّذِيْ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَحَرِّمْ دَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَ بَشَرِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ

عِبَادُكَ فَإِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
وَأَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اگر مجبور ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ حدّ حرم میں پیادہ پا اور برہنہ پا ہو کر داخل ہونا افضل اور مستحب ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حدود حرم میں پیادہ پا برہنہ پا ہو کر داخل ہوتے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پندرہ حج کئے آپ پیدل چلتے تھے اور اونٹنیاں ہمراہ خالی چلتی تھیں مگر کبھی ادب کی وجہ سے سوار نہیں ہوئے اور بہت سے بزرگان دین و علماء امت کا بھی یہی طریقہ رہا اور جگہ کی عظمت و بزرگی بھی اسی کی مقتضی ہے جس راہ کا آنکھوں کے بل طے کرنا بھی گستاخی سے خالی نہیں اُس کو غفلت اور لاپرواہی سے گذار دینا یقیناً خسران اور کم نصیبی ہے۔

مکۂ مکرمہ میں داخلی

جب ذی طوے[ع] پر پہنچے تو اگر اب تک سواری پر ہے تو اب سواری سے اُتر جائے اور دخول مکۂ مکرمہ کے لئے غسل کرے یہ غسل نظافت کے

ع مکۂ مکرمہ کے قریب تنعیم کے راستہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو وادی زاہر اور ثنیہ کداء کے درمیان ہے ۱۲

واسطے ہی ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت بھی غسل کرے اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کرلے۔ مکۂ مکرمہ میں شب و روز میں جس وقت جی چاہے داخل ہوسکتا ہے لیکن اچھا یہ ہے کہ رات کو داخل نہو چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب مکۂ مکرمہ آتے تو رات ذی طوے میں بسر فرماتے اور دن میں غسل کرکے شہر مکہ میں داخل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے (رواہ البخاری ومسلم)

اس کے بعد عاجزانہ صورت بنائے ہوئے شوق و ذوق کو لئے ہوئے خشوع اور خضوع کے ساتھ ثنیہ کداء کی طرف سے شہر کی جانب روانہ ہو۔ اگر اپنے راستہ میں یہ جگہ نہ پڑتی ہو تب بھی پھر کر اسی راہ سے داخل ہونا مستحب ہے اس لئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسی جگہ سے داخل ہوئے تھے۔ باوجودیکہ یہ جگہ آپ کے راستہ میں نہ تھی نیز بیت اللہ کا دروازہ بھی اسی جانب ہے اور بیت اللہ کا دروازہ بمنزلہ چہرہ کے ہے اور کسی بزرگ اور مقتدر کی زیارت چہرہ کی جانب سے کیجاتی ہے نہ کہ پشت کی جانب سے۔

جب مکۂ مکرمہ کے مکانات اور آبادی نظر آئے تو یہ دعا پڑھے

عـــہ یہ جنت المعلی کی جانب ایک اونچی گھاٹی ہے جنت المعلےٰ کے وسط سے یہ راستہ گذرتا ہے اور پھر سوق المعلات سے گذر کر باب السلام پر پہنچ جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جب قبرستان پر پہنچے تو فاتحہ پڑھے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ جب مدّعا پر پہنچے تب بھی یہی دعا مانگے اور تمام راستہ تلبیہ کہتا ہوا اور حمد و ثنا پڑھتا ہوا اور توبہ و استغفار کرتا ہوا عاجزی و انکساری کے ساتھ جگہ کی عظمت و بزرگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حرم کی جانب چلے ہو۔ افضل یہی ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جائے اور طواف وغیرہ سے فارغ ہو۔ لیکن اگر سامان وغیرہ کی وجہ سے تشویش ہو تو پہلے سامان وغیرہ کا بندوبست کرلے تاکہ طمانینت قلب کے ساتھ حرم محترم کی حاضری نصیب ہو۔

عورت کے لئے بہرحال یہی مناسب ہے کہ وہ رات کا انتظار کرے

ع۵ یہ سوق المعلات میں ایک بلند جگہ ہے جس کی شناخت کیلئے نشان بنادیا گیا ہے پہلے اس جگہ سے بیت اللہ نظر آتا تھا اور سلف صالحین اس جگہ پر دعا مانگتے تھے۔ اب مکانات کیوجہ سے بیت اللہ نظر نہیں آتا لیکن سلف کے اتباع میں یہاں دعا مانگنا مستحسن ہے۔

اور رات میں طواف وسعی سے فارغ ہو۔

جب حرم محترم پر پہنچے تو باب بنی شیبہ سے داخل ہو جس کو اب باب السلام کہتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے داخل ہوئے تھے سنت کے موافق اول دایاں پیر مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جَمِیْعَ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَام وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَیْتَكَ هٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَكْرِیْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّتَكْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَام اس کے علاوہ اپنے لئے دعاء مغفرت مانگے اور جس قدر چاہے اور جو چاہے دعا کرے

کہ یہ اجابت دعا کا وقت ہے۔

مسجد میں داخل ہو کر نماز وغیرہ کچھ نہ پڑھے بلکہ پہلے طواف[۱] کرے لیکن اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے نماز پڑھے اور پھر طواف کرے۔ طواف کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے ایسی طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے سامنے ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے۔ طواف کے لئے کھڑے ہونے میں پوری احتیاط کرے کہ بعض دفعہ لاپرواہی سے طواف نہیں ہوتا اور پھر طواف کی نیت کرے اور یہ دعا پڑھے۔

---

[۱] یہ طواف طواف قدوم کہلاتا ہے اگر اس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کرے اضطباع اسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنے مونڈھے کے نیچے سے نکالکر دونوں کونوں کو بائیں مونڈھے پر ڈال لے۔ اور پہلے تین شوط میں رمل بھی کرے رمل کا طریقہ یہ ہے کہ چلنے میں جھپٹ کر جلدی اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب ہلاتا جائے اگر بسبب ہجوم کے رمل نہ کر سکے تو ذرا ٹھہر جائے جب جگہ ملے اس وقت طواف کرے اور اگر طواف شروع کرنے کے بعد مجمع بڑھ جائے اور رمل نہ کر سکے تو بغیر رمل کے طواف پورا کرلے۔ اگر پہلی شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو صرف دوسری اور تیسری شوط میں رمل کرے اور اگر پہلی اور دوسری شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو صرف تیسری شوط میں رمل کرے اور اگر تینوں شوط میں رمل کرنا بھول گیا تو اب نکرے اس لئے کہ آخر کی چار شوط میں رمل کا نکرنا مستحب ہے۔ رمل اور اضطباع صرف اس طواف میں ہیں جس کے بعد سعی کیجائے اگر محض طواف کرنا ہو تو رمل اور اضطباع نکرے نیز طواف ختم ہونیکے بعد اضطباع کو موقوف کردے اور طواف کی دو رکعت کو مونڈھے ڈھک کر پڑھے کھلے ہوئے مونڈھوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے ۱۲ منہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔

طواف کی نیت دل میں کرنا فرض ہی بغیر نیت کے طواف ادا نہوگا اور اپنی زبان میں نیت کرنا اور ان الفاظ کو کہنا اولی اور مستحب ہی۔

پھر ذرا سا چلے کہ حجر اسود سامنے آجائے اور نماز کیطرح دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

تکبیر اور استقبال حجر اسود سے پہلے ہاتھ اُٹھانا بدعت ہی بلکہ حجر اسود کے استقبال کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے اور پھر ہاتھ چھوڑکر حجر اسود کو بوسہ دے۔ بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتیلیاںؔ حجر اسود پر رکھ کر ان کے درمیان نرمی سے بوسہ دے چٹاخے نہ بھرے اور بعض کے نزدیک بوسہ کے بعد ماتھا ٹیکنا اور پھر بوسہ دینا اسی طرح تین دفعہ کرنا مستحب ہی۔ اس بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں اور استلام سنت ہی لیکن ازدحام کے وقت جب دوسروں کو ایذا پہنچتی ہو یا انتظار کرنا پڑے تو استلام نکرے اور فقط دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر رکھدے

عہ ہاتھ ایسی طرح رکھے کہ چاند کے حلقہ پر ہاتھ نہ رکھے جائیں ۱۲

یا صرف داہنا ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر اس کو چوم لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی یا اور کسی چیز سے حجر اسود کو چھو کر اس کو چوم لے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دور سے دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کرے کہ گویا ہاتھ حجر اسود پر رکھے ہیں اور پھر ہاتھوں کو بوسہ دے۔ استلام کے بعد داہنی طرف کو دروازہ کی طرف چلے کہ بیت اللہ بائیں طرف رہے اور طواف میں حطیم کو ضرور شامل کرے ورنہ طواف ادا نہ ہوگا۔ جب طواف کرتے ہوئے ملتزم[ع] پر پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور جب دروازہ کے مقابل پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَھٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُکَ وَھٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا الْمَقَامُ مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ ؕ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

ع حجر اسود اور دروازہ بیت اللہ کے درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں ۱۲

اور جب رکن عراقی کے سامنے پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ

جب میزاب کے مقابل پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاَسْقِنِیْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَّا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

اور جب رکن شامی کے پاس پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ۔ یَا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ وَالْاَكْرَمُ۔

اور جب رکن یمانی پر پہنچے جو جنوب کی طرف کا کونا ہے تو اس کا بھی استلام کرے۔ رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اسکو لگا دو اور بوسہ دینا ماتھا لگانا یا اشارہ کرنا یہاں نہیں چاہیئے۔ سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے کسی دوسرے کونے یا دیوار کا استلام مکروہ ہے۔

اور جب رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

جب تمام بیت اللہ کا چکر لگا کر حجر اسود پر پہنچے تو پہلے کی طرح بوسہ دے مگر ہاتھ نہ اُٹھائے ہاتھ صرف پہلی دفعہ اُٹھائے جاتے ہیں۔

اب ایک شوط[ع] طواف کا پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات شوط پورے کرے اگر بائیں طرف کو طواف کیا اور یا طواف کرتے ہوئے چہرہ یا پیٹھ بیت اللہ کی طرف کرے اور یا حجر اسود کے سوا کسی دوسری جگہ سے طواف شروع کرے تو یہ طواف ادا نہ ہوگا دوبارہ طواف کرنا لازم ہے اگر بغیر دوبارہ طواف کئے مکہ مکرمہ سے چلا گیا تو دم دینا واجب ہے۔

حجر اسود سے طواف کا شروع کرنا واجب اور ضروری ہے۔

طواف کے سات شوط پورے کرنے کے بعد پھر آٹھویں دفعہ حجر اسود کو بوسہ دے اور آیۃ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پڑھتا ہوا مقام ابراہیم کی طرف چلے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے اور بعد نماز یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا

[ع] حجر اسود سے چلنا شروع کرکے پھر حجر اسود تک پہنچنے کو ایک شوط کہتے ہیں ۱۲

صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَہٗ عَلَیَّ فَارْضِنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

دو رکعت نماز ہر طواف کے بعد خواہ طواف فرض ہو یا نفل ادا کرنا واجب ہے بہتر جگہ اس کے لئے یہ ہے کہ مقام ابراہیم تمہارے اور بیت اللہ کے درمیان رہے اس کے بعد درجہ بیت اللہ کے اندر اور پھر حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے اور پھر میزاب کے قریب پھر باقی حطیم پھر بیت اللہ کے قریب دیگر اطراف میں اور پھر ساری مسجد اور پھر سارا حرم برابر ہے البتہ حرم سے باہر اس کا پڑھنا مکروہ ہے مگر ادا ہو جائے گی۔ طواف کی دو رکعت طواف کے فوراً بعد پڑھنا چاہئے تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ لیکن طواف اگر عصر یا فجر کے بعد کیا ہے یا طلوع اور غروب آفتاب کے وقت طواف کیا ہو تو ابھی دو رکعت نہ پڑھے جب وقت مکروہ نکل جائے تو طواف کی دو رکعت ادا کرے۔ طواف ہر وقت جائز ہے البتہ مکروہ وقت میں دو رکعت نہ پڑھے اگر پڑھ لی تو پھر دوبارہ دو رکعت پڑھنی چاہئے۔ اگر عین طلوع یا غروب یا زوال کے وقت طواف کی دو رکعت پڑھی تو ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر ملتزم پر آئے اور دیوار کعبہ سے لپٹ کر دونوں ہاتھ پھیلا کر عاجزی اور انکساری اور گریہ وزاری کے

ساتھ دعا مانگے اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روئے کبھی پیشانی کو دیوار اور پردہ سے لگائے اور کبھی رخساروں کو اور عاشقانہ مجنونانہ طریقہ سے خوب دیوار اور پردہ کو چمٹے اور جو چاہے دعا مانگے کہ یہ دعا کے قبول ہونیکا وقت ہے اور یہ دعا افضل ہے۔

اَللّٰهُمَّ يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تَنْزِعْ مِنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ وَقَفْتُ عَلٰى بَابِكَ الْعَالِيْ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِكَ وَاَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِيْ وَجَسَدِيْ عَلَى النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنْ سُجُوْدِ غَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَيْرِكَ ۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَصْحَابِنَا وَاَحْبَائِنَا مِنَ النَّارِ۔ يَا كَرِيْمُ يَا غَفَّارُ۔ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

پھر درود شریف پڑھے اور چاہ زمزم پر آوے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین دفعہ سانس لے لیکر آب زمزم پیئے ۔ اور ہر مرتبہ سانس لینے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھے اور بچے ہوئے پانی کو اپنے اوپر ڈالے اور خوب دعا مانگے کہ یہ بھی دعا قبول ہونے کا وقت ہے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ عَمَلاً صَالِحًا وَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ۔

یہ طواف جو ذکر کیا گیا طواف قدوم کہلاتا ہی جو باہر والوں کے لئے سنت ہی اور جو مکہ اور میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے سنت نہیں ہی۔ ایسا ہی جو عمرہ کی نیت سے مکہ میں آوے اس کے لئے بھی سنت نہیں۔ اگر باہر سے آنے والے نے طواف کیا اور طواف قدوم کی نیت نہیں کی تب بھی طواف قدوم ادا ہو جائیگا۔

اگر صفا مروہ[ع] کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو تو آب زمزم پی کر پھر حجر اسود پر آوے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دے۔ اور اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ پڑھتا ہوا باب الصفا سے باہر نکلے اور صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آسکے اور بیت اللہ کیطرف

[ع] صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے افضل یہ ہی کہ یہ سعی طواف زیارت کے بعد کیجائے لیکن اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرلے تو بھی جائز ہے اور سعی کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ طواف کے بعد کیجائے اگر کوئی بغیر طواف کے سعی کریگا تو وہ معتبر نہوگی البتہ یہ ضروری نہیں کہ طواف کے بعد فوراً سعی شروع کردیجائے بلکہ سنت ہے اگر تکان ہو یا کوئی اور عذر ہو تو طواف کے بعد کچھ دیر ٹھہر جائے اور پھر سعی کرے ۱۲

رُخ کئے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاوے جیسا دعا مانگنے میں اُٹھاتے ہیں اور خوب دعا مانگے کہ یہ بھی دعا قبول ہونیکا وقت ہے اور یہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھ کر دعا مانگی اور پھر دوبارہ پڑھ کر دعا مانگی اور پھر تیسری بار پڑھ کر دعا مانگی۔

ایک روایت میں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرما کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک دفعہ فرمایا اور اسی طرح سات بار تکرار فرمایا۔

اور یہ دعا بھی پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ حَتّٰی تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ۔

اور دیر تک صفا پر ٹھہرے اور ذکر اور دعا کرتا رہے۔ پھر صفا سے اُتر کر مروہ کی طرف میانہ روی سے چلے اور ذکر اللہ کرتا رہے

اور دعائیں جو یاد ہوں پڑھتا رہے اگر اور کوئی دعا یاد نہ ہو تو صرف اس دعا کو بار بار پڑھتا رہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ وَالْاَكْرَمُ یہ بھی دعا قبول ہونے کا وقت ہے اس لئے وقت کو غفلت اور لاپرواہی سے نہ گذارے اور بازار کی دیکھ بھال میں نہ لگے بلکہ نیچی نگاہ کئے ہوئے ذکر الٰہی تسبیح تقدیس اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ جب سبز مینار پر پہنچے (جو بائیں طرف مسجد کی دیوار سے ملی ہوئی ہے) تو وہاں سے دوسرے مینار تک (جو حضرت عباسؓ کے گھر کے مقابل ہے) دوڑ کر چلے مگر بہت تیز نہ دوڑے۔ پھر اسی میانہ روی کے ساتھ چلے۔ پھر مروہ پر چڑھے اور تھوڑا سا داہنی جانب مائل ہو کر کھڑا ہو تاکہ بیت اللہ کا اچھی طرح استقبال ہو جائے (اس لئے کہ مکانات کی وجہ سے بیت اللہ یہاں سے نظر نہیں آتا) اور صفا کی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر خوب دعا مانگے اور دیر تک ٹھیرے کہ یہ بھی دعا قبول ہونے کی جگہ ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک آنا ایک شوط ہو گیا۔ پھر مروہ سے اتر کر اسی طرح ذکر کرتا ہوا صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑے باقی مسافت میانہ روی سے طے کرے اور صفا پر دعا اور ذکر کرے یہ دوسرا شوط ہوا۔ اسی طرح سات شوط کرے کہ سعی کو صفا سے شروع ہو اور کو مروہ پر ختم ہو جائے۔

نوٹ دوڑ کر چلنا صرف دونوں میلوں کے درمیان ہے باقی سعی میانہ روی سے کرنا سنت ہے۔

سعی کے بعد دو رکعت نفل مسجد حرام میں آکر پڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعت کو مطاف میں پڑھا ہے۔

اگر افراد کی نیت کی ہو یعنی صرف حج کا احرام باندھا ہو تو طواف قدوم اور سعی کے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ اور اگر قرآن کی نیت کی ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا ساتھ احرام باندھا ہو تو اول عمرہ کا طواف اور سعی کرے اور پھر طواف قدوم رمل اور اضطباع کے ساتھ کرکے دوبارہ سعی کرے۔ اور پھر احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ قارن کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سعی طواف قدوم کے بعد کرے بخلاف مفرد کے کہ اُس کو طواف زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ سعی طواف زیارت کے بعد کرنا چاہتا ہو تو طواف قدوم کو بغیر اضطباع اور رمل کے ادا کرے اور اگر تمتع کا ارادہ ہو یعنی حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی سال حج کا ارادہ ہے تو عمرہ کا طواف اور سعی کرکے سر کے بال منڈوا کر حلال ہو جائے اور پھر حج کے موقع پر حج کا احرام باندھے مکہ مکرمہ کے اس قیام میں جس قدر ہوسکے نفل طواف کرے اسلئے کہ باہر سے آنیوالوں کے لئے نفل طواف نفل نماز سے بہتر ہے۔ نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہ کرے۔

حج ادا کرنے کا طریقہ

۷ ذی الحجہ کو ظہر کے بعد امام مسجد حرام میں خطبہ پڑھتا ہے جس میں حج کے مسائل بیان کرتا ہے۔ یہ خطبہ مسنون ہے گو عربی زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہ آئے پھر بھی خطبہ کا سننا مستحب ہے۔

اگر مفرد یا قارن ہے اور حج کا احرام باندھے ہوئے ہے تو فبہا ورنہ ۷ تاریخ کو دن میں یا ۸ تاریخ کی شب میں حج کا احرام باندھ لے

منیٰ کی روانگی

۸ تاریخ (یوم ترویہ) کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کی جانب روانہ ہو منیٰ پہونچکر مسجد کے قریب قیام کرنا افضل ہے اور پانچ نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ فجر۔ وہاں پڑھے منیٰ میں ان پانچوں نمازوں کا پڑھنا اور وہاں رات گذارنا سنت ہے۔ منیٰ کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے اور دعا و استغفار میں مشغول رہے اور اس قیمتی وقت کو فضول باتوں اور فضول کاموں اور سیر تماشے میں ضائع نہ کرے۔

عرفات کی روانگی

۹ تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز سویرے پڑھے پھر سورج نکلنے کا انتظار

ع۵ اگر آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ سے روانہ ہو گیا تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہے۔

کرے جب سامنے کی پہاڑی پر جس کو جبل شبیر کہتے ہیں دھوپ ظاہر ہو جائے تو نہایت سکون اور وقار کے ساتھ تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا ضب (مسجد خیف کے متصل پہاڑ ہی) کے راستہ سے عرفات کو روانہ ہو اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

جب جبل رحمت پر نظر پڑے تو دعا مانگے اور درود و استغفار پڑھے

عرفات میں وادی عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے قیام کرے۔

جبل رحمت کے قریب (جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر پڑے ہیں) قیام کرنا افضل ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور جبل رحمت پر چڑھنا جیسا کہ عوام کرتے ہیں فضول ہے۔

پھر زوال سے پہلے غسل[عہ] کرکے مسجد نمرہ میں جاوے اور خطبہ سنے پھر امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت میں اکٹھا پڑھے ظہر و عصر کے درمیان اور بعد سنت اور نفل نماز نہ پڑھے

ظہر اور عصر کے جمع کرنے کی چند شرطیں ہیں (۱) عرفات (۲) نویں ذی الحجہ (۳) امام یا نائب امام (۴) دونوں نمازوں میں احرام کا ہونا (۵) ظہر کا عصر پر

عہ وقوف عرفات کے لئے غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے اگر غسل نہ کر سکے تو صرف وضو کرے ۱۲

مقدم ہونا۔ اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو دونوں نمازوں کا جمع کرنا
جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے مسجد میں نہ جا سکے تو اپنی قیام گاہ پر ظہر اور
عصر اپنے اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرے اور جمع نہ کرے ایسی صورت
میں عصر کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر
اپنی قیام گاہ پر جاوے۔ وہاں جبل رحمت کے قریب امام خطبہ پڑھے گا
اُس کو خشوع و خضوع عاجزی اور انکساری کے ساتھ قبلہ رُخ کھڑے
ہو کر سُنے اور مسکین و محتاج کی طرح ہاتھ پھیلا کر خوب دعا مانگے اور
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بار بار پڑھتا رہے
اور جو دعائیں بھی یاد ہوں حفظ یا کتاب میں دیکھ کر شام تک پڑھتا
رہے کہ ایسا مبارک وقت اور ایسا مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا
اس دن کو بھی اگر غفلت اور لاپرواہی سے فضول کاموں اور فضول باتوں
میں گذار دیا تو بڑے خسارہ میں رہا۔ بلکہ دل و دماغ اور تمام اعضاء کو
حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے اس کی عظمت شان اور کبریائی اور جلال
کو سوچے اور اپنے گناہوں اور سیاہ کاریوں کو یاد کر کے خوب پھوٹ
پھوٹ کر روئے اور توبہ اور استغفار کثرت سے کرے۔ اگر رونا نہ آئے
تو رونے کی صورت بنالے اور اپنی سنگدلی اور غفلت پر افسوس اور
ندامت کرتا رہے۔ غرض اس مبارک وقت کو درود و استغفار اور

کلمۂ سوم پڑھتے ہوئے گذارے اپنے اور اپنے اعزہ اور احباب کے لئے دعائے مغفرت مانگے اور درمیان میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد تلبیہ بھی پڑھتا رہے۔ اگر حزب اعظم پاس ہو تو اس کو پڑھے۔

عرفات کی دُعائیں

اور یہ دعائیں بھی احادیث میں منقول ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِیْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجِیْ بِهِ الرِّيْحُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْئُ بِهِ الرِّيْحُ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰی مَكَانِیْ وَتَسْمَعُ كَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ وَلَا يَخْفٰی عَلَيْكَ شَیْئٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ۔ اَسْئَلُكَ

ع۵ اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے ۱۲

مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِهٖ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَاتُهٗ وَ نَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّيْ شَقِيًّا وَكُنْ لِّيْ رَؤُوْفًا رَحِيْمًا يَاخَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ۔

(۳) بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان عرفہ کے دن بعد زوال عرفات پر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سو مرتبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ سو مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فرشتو! اُس بندہ کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح و تہلیل و تکبیر و تعظیم و تعریف و ثنا کی اور میرے رسول پر درود بھیجا۔ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اُسکو بخش دیا۔ اور اُس کی شفاعت قبول کی اور اگر وہ تمام عرفات کیلئے شفاعت کرتا تو وہ بھی میں قبول کرتا۔

(۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہؐ

صلے اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن دونوں ہاتھ اٹھاکر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے پھر تین مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی۔ پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر بقدر سورہ فاتحہ چپ رہتے اور پھر دونوں ہاتھ اٹھاکر سابق کے مثل پڑھتے اور شام تک ایسا ہی کرتے۔

(۵) حضرت علی رضہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور پہلے نبیوں کی دعا عرفہ کے روز یہ رہی ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۃ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا ۃ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ ۃ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ ۃ

۹ر تاریخ کو عرفات کا وقوف فرض ہو۔ ۹ر تاریخ کو زوال کے بعد سے ۱۰ر تاریخ کی طلوع فجر تک وقوف عرفات کا وقت ہو اس وقت

میں تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر کوئی میدانِ عرفات میں پہنچ گیا تو وقوف صحیح ہو جائے گا ورنہ حج نہ ہو گا۔ ایسے ہی اگر میدانِ عرفات کے علاوہ کسی دوسری جگہ ٹھہر گیا تو حج ادا نہ ہو گا۔ زوال کے بعد جب عرفات میں داخل ہو گیا تو اب واجب ہے کہ غروب آفتاب تک وہاں ٹھہرے اگر غروب آفتاب سے پہلے میدانِ عرفات سے باہر نکل گیا تو ضروری ہے کہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے واپس پہنچ جاوے ورنہ دم لازم ہو گا۔

مُزدلفہ کو روانگی

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے تلبیہ کہتا ہوا ذکر اور استغفار اور کلمۂ سوم پڑھتا ہوا نہایت سکون اور وقار کے ساتھ مزدلفہ کی جانب روانہ ہو۔ امام سے پہلے عرفات سے نہ چلنا چاہئے لیکن اگر امام دیر کرے یا ہجوم میں امام کا حال معلوم نہ ہو سکے تو امام کا انتظار نہ کرے اگر ازدحام کی وجہ سے تھوڑا سا وقفہ کر لے تو کچھ حرج نہیں البتہ اگر بغیر عذر کے زیادہ دیر لگائے گا تو گنہگار ہو گا۔ مُزدلفہ کے قریب پیادہ پا ہو کر مُزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مُزدلفہ پہنچکر اسباب اُتارنے سے پہلے عشا کے وقت میں مغرب و عشا دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ

جماعت سے پڑھے اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشا کی سنت اور وتر عشا کی نماز کے بعد پڑھے اس جمع کے لئے امام کا ہونا اور جماعت شرط نہیں بلکہ تنہا نماز پڑھنی ہو تب بھی اسی طرح پڑھے۔

اگر مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب یا عشا یا دونوں پڑھ لی ہوں تو مزدلفہ میں پہنچکر دوبارہ پڑھے۔ اگر طلوع فجر تک اعادہ نہ کیا تو وہی نماز اب ہو گئی قضا پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اگر راستہ میں اتنی دیر ہو گئی کہ مزدلفہ پہنچے تک طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو مغرب اور عشا راستہ میں پڑھے۔

اگر مغرب کے وقت میں مزدلفہ پہنچ گیا تب بھی مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ جب عشاء کا وقت ہو جائے تب مغرب و عشا دونوں پڑھے کہ آج کے دن مغرب کا وقت یہی ہے اسی لئے مغرب کو ادا کی نیت سے پڑھنا چاہئے۔

مزدلفہ کی رات بڑی عجیب و غریب انوارات کی رات ہے۔ جس قدر ہو سکے اس کو غنیمت سمجھ کر ذکر و دعا۔ درود اور استغفار اور کلمۂ سوم پڑھتے ہوئے گذارے اس رات کو جاگنا اور عبادت میں گذارنا مستحب ہی بعض علماء کے نزدیک یہ رات شب جمعہ اور شب قدر سے افضل ہے

اور اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔

طلوع فجر کے وقت سے مزدلفہ کے وقوف کا وقت ہے اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے سویرے سے نماز فجر پڑھ کر مشعر حرام پر جائے پھر طلوع آفتاب تک یہاں کا قیام اور دعا اور ذکر میں مشغول رہنا مسنون ہے اور یہاں کے مناسک میں داخل ہے۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہو۔ اگر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گیا یا طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچا تو دم دینا واجب ہے البتہ اگر بیماری وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے یا عورتوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اندھیرے ہی میں منیٰ کو روانہ ہو گیا تو کچھ حرج نہیں۔ مزدلفہ میں وادی محسر[1] کے علاوہ ہر جگہ ٹھہر سکتا ہے لیکن مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون اور وقار کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہو اگر وادی محسر کا پتہ چل جائے تو اس کو تیز رفتاری سے قطع کرے

---

[1] وادی محسر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک میدان ہے جس کا طول پانچسو پینتالیس گز ہے اس جگہ اصحاب فیل نے قیام کیا تھا اس لئے یہاں ٹھہرنا منع ہے۔

پہلے[۵] دن کی سات کنکریاں مزدلفہ سے لے لینا مستحب ہے۔ کنکری کی مقدار بڑے چنے کی برابر ہو۔ اگر کسی اور جگہ سے کنکریاں اٹھالیں تو جائز ہے لیکن جمرات کے پاس سے کنکریاں نہ اٹھائے اس لئے کہ یہ مردود ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اسکی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور جو کنکریاں جمرہ کے پاس پڑی رہجاتی ہیں وہ غیر مقبول حج کی ہوتی ہیں اگر کوئی ان کو اٹھا کر رمی کرے تو مکروہ ہے جائز ہے

منیٰ کا قیام اور رمی جمرات

۱۰ ر تاریخ کو منی میں پہنچکر صرف جمرۃ[۶] عقبہ کی رمی کرے۔

رمی کا طریقہ یہ ہے کہ جمرۃ کے سامنے نشیب میں کم از کم پانچ گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منی داہنی جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے سات کنکریاں یکے بعد دیگرے پے درپے اللہ اکبر کہہ کر جمرہ پر مارے۔ اگر یہ دشوار ہو تو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر مارے اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑھنی افضل ہے۔

عـ۵ باقی دنوں کی رمی کی ترسیٹھ کنکریاں مزدلفہ سے لینا مستحب نہیں بلکہ جہاں سے چاہے اٹھالے اور بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ عـ۶ یہ جمرۃ منتہی منا پر مکہ مکرمہ کیطرف واقع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَجْمًا لِّلشَّیْطَانِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔

اور کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اتنا بلند ہو کہ بغل نظر آئے اور ضروری ہے کہ کنکری جمرہ پر لگ جائے یا اُس کے آس پاس تین گز تک گرے ورنہ اس کے بدلے دوسری کنکری پھینکنا پڑے گی۔ اس رمی کے بعد تلبیہ پڑھنا موقوف کردے۔ اس رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے گیارھویں کی صبح صادق تک ہے۔ مگر طلوع آفتاب سے زوال تک مسنون وقت ہے اور زوال سے غروب آفتاب تک مباح وقت ہے اور غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ اور معذور اور عورتوں کیلئے بلا کراہت جائز ہے۔ اگر کسی نے گیارھویں کی طلوع فجر تک پہلے دن کی رمی نہ کی تو دم دینا واجب ہے۔

احرام سے حلال ہونا

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اول ذبح کرے بعد میں حلق یا قصر قربانی کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔ ایسا ہی ذبح کا حلق سے پہلے کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔

قربانی کرنے کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے چوتھائی سر کے بال منڈوانے یا کتروانے سے گو حلال ہو جائے گا مگر تمام سر کے بال منڈوانے مستحب ہیں اور انگریزی بالوں کی طرح صرف چوتھائی سر کے بال کٹوانا سخت گناہ ہے۔ مردوں کے لئے سر کا منڈوانا افضل ہے اور بالوں کا کتروانا بھی جائز ہے لیکن اگر بال اتنے چھوٹے ہوں کہ کترے نہ جا سکیں تو پھر منڈوانا ضروری ہے اگر سر پر بال ہی نہوں تو ویسے ہی اُسترا پھروائے۔ سر منڈاتے وقت پہلے داہنی جانب سے شروع کرے اور عورت بال نہ منڈوائے بلکہ ایک پورا انگشت سے کچھ زائد بال کتروا دے سر منڈانے کے بعد مونچھیں اور ناخن کتروائے اور بغل کے بال دور کرے اس لئے کہ حلق یا قصر سے پہلے مونچھیں یا ناخن کتروانا یا بغل کے بال دور کرنا درست نہیں۔ پھر ناخن اور بالوں کو دفن کر دو کہ انکو پھینکنا گناہ ہے حلق یا قصر کے بعد جو احرام کی وجہ سے منع تھا سب حلال ہو گیا بجز عورت کے کہ جماع طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد حلال ہوگا

طواف زیارت

ذبح اور حلق کے بعد ظہر سے پہلے منیٰ سے مکہ میں آوے اور طواف زیارت کرے یہ حج کا آخری رکن ہے جو کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتا

طواف زیارت میں نیت کرنا فرض ہے اور چار شوط فرض ہیں اور باقی سات شوط پورے کرنا واجب ہے۔ اگر پہلے طواف قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہو تو اب بغیر رمل اور اضطباع کے طواف زیارت کرے۔ اور اگر سعی نہیں کی تھی تو اب اس طواف میں پہلی تین شوط میں رمل کرے اور پھر سعی کرے۔ اس طواف میں اضطباع نہیں اس لئے کہ اب احرام اُتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن چکا۔

طواف زیارت کا وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے شروع ہو کر بارھویں[عٓ] تاریخ تک ہے۔ لیکن افضل اور اولی یہ ہے کہ دسویں کو مکۂ مکرمہ آکر طواف زیارت کرے اور ظہر کی نماز حرم میں ادا کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

پھر طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد طواف کی دو رکعت پڑھ کر منیٰ میں واپس آجائے اس لئے کہ ان راتوں کا منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ منیٰ کے علاوہ رات گذارنا مکروہ ہے۔

پھر گیارھویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے پہلے جمرۂ[عٓ] اولی کی رمی کرے پھر جمرۂ وسطی کی پھر جمرہ عقبہ کی رمی میں کنکریاں پے درپے

عٓ اگر ایام نحر کے بعد طواف زیارت کیا تو کراہت تحریمہ درست ہوگیا اور دم دینا واجب ہے۔

عٓ جمرہ اولی وہ کہلاتا ہے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔

مارنی چاہئیں اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور رمی کرنیکے
بعد ذرا فاصلہ پر قبلہ رُخ کھڑا ہو اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے اور دیر تک
دعا ذکر درود و استغفار میں مشغول رہے کہ یہ دعا قبول ہونے کا وقت ہے
پھر جمرہ وسطیٰ کی اسی طرح رمی کرے اور اسی طرح دعا و ذکر میں مشغول
ہو۔ پھر اسی طرح جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے بعد نہ ٹھیرے جمرات
کی رمی پیادہ کرنا افضل ہے۔ پہلے دن کے علاوہ باقی دنوں کی رمی
کا وقت زوال کے بعد ہے۔ زوال سے پہلے ان دنوں کی رمی جائز
نہیں۔ البتہ ۱۳ر تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

پھر ۱۲ر اور ۱۳ر تاریخ کو اسی طرح زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی
کرے ۱۲ر تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے آسکتا ہے
اور غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے اور اگر ۱۳ر تاریخ کی صبح ہوگئی تو
اب بغیر رمی کئے آنا جائز نہیں۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی

رمی جمرات سے فارغ ہو کر عاجزی اور انکساری خشوع اور خضوع
کے ساتھ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو۔ اور
راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے وادیٔ محصب میں ٹھیرنا سنت ہے اور

؎ یہ جگہ جنت المعلیٰ سے آگے چلکر جہاں سلطانی فوج رہتی ہے اس کے قریب سامنے
پہاڑی کے اندر ہے۔ یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے ۱۲

افضل یہ ہے کہ وہاں مسجد میں ظہر، عصر، مغرب عشا چاروں نمازیں پڑھے اور کچھ آرام کرے۔ پھر مکہ مکرمہ میں آ ئے۔ اگر طواف زیارت نہیں کیا تھا تو بارھویں کو غروب آفتاب سے پہلے طواف زیارت کرے

الحمدللہ حج پورا ہو گیا۔ اب جب تک دل چاہے مکۂ مکرمہ میں قیام کرے اور وہاں کے اوقات کو غنیمت جانے اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہے اور جس قدر ہو سکے نفلی طواف اپنی اور اپنے اعزہ اور اقارب کی طرف سے کرتا رہے کہ یہ یہاں کی افضل ترین عبادت ہے اور وہ دولت ہے جو گھر جا کر کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔

مکۂ مکرمہ سے روانگی اور بیت اللہ کا وداع

جب مکۂ مکرمہ سے رخصت ہونے کا ارادہ ہو اور روانگی کا وقت قریب آ جائے تو رخصتی اور آخری طواف کرے۔ اس طواف کا نام طواف صدر اور طواف وداع ہے۔ یہ طواف باہر والوں پر واجب ہے اگر بغیر طواف کئے چلا گیا اور میقات سے باہر نہیں نکلا تو پھر واپس آکر طواف کرنا واجب ہے۔ اور اگر میقات سے باہر نکل گیا۔ تو یا قربانی کرے اور یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو پھر عمرہ کے افعال پورے کرکے طواف صدر کرے۔

طواف صدر کے بعد طواف کی دو رکعت مقام ابراہیم کے پاس پڑھے اور پھر چاہ زمزم پر آئے اور خوب سیر ہو کر زمزم پیئے ۔ اور کچھ آب زمزم اپنے سر اور چہرہ اور کپڑوں پر ڈالے۔ پھر ملتزم پر آکر سینہ اور داہنا رخسار دیوار پر رکھے اور داہنا ہاتھ اوپر کو اُٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنا قصور اور خطائیں معاف کراتا ہے اور دیر تک اسی طرح روتا رہے اور توبہ استغفار کرتا رہے پھر بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور حسرت و یاس کی نگاہوں سے بیت اللہ کو دیکھتا ہوا اُلٹے پاؤں باب الوداع سے مسجد سے باہر آوے۔

حیض و نفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے بلکہ مسجد کے دروازہ ہی سے رخصت ہو جائے۔

عمرہ کا بیان

تمام عمر میں ایک بار عمرہ کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور رمضان کے عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کی برابر ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

عمرہ ہر وقت ہو سکتا ہے مگر ۹ر ۱۰ر ۱۱ر ۱۲ر ذی الحجہ کو عمرہ کرنا مکروہ

تحریمی ہے اور اہلِ مکہ اور میقات میں رہنے والوں کو اور اس شخص کو جو
شوال سے پہلے مکہ میں مقیم ہو چکا ہو۔ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے
بشرطیکہ اسی سال حج کا ارادہ ہو۔ ورنہ مکروہ نہیں۔ اور اگر اشہر حج سے پہلے
یا بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے
اس لئے کہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے
اور رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب شروع طواف میں حجرِ اسود
کو بوسہ دے اُس وقت تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے۔ پھر طواف کے بعد
طواف کی دو رکعت پڑھ کر حجر اسود کو بوسہ دے اور صفا مروہ کے درمیان
سعی کرے۔ پھر سر منڈا کر یا بال کتروا کر حلال ہو جائے۔ عمرہ کا احرام
باندھنے کے بعد وہ تمام باتیں حرام ہو جاتی ہیں جو حج کا احرام باندھنے
کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

فرائض عمرہ

(۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) نیت کرنا (۳) طواف کے چار شوط

واجبات عمرہ

(۱) طواف کے سات شوط پورے کرنا (۲) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا

(۳) حلق یا قصر کرنا۔

قران کا بیان

حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا اسکو قران کہتے ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک قران تمتع اور افراد دونوں سے افضل ہے۔

اہلِ مکہ اور میقات کے اندر رہنے والے کو اور اس شخص کو جو اشہر حج سے پہلے مکہ میں مقیم ہو گیا ہو قران کرنا جائز نہیں۔

قران کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے اشہر حج میں احرام عـ باندھے۔ (اشہر حج سے پہلے احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے) اور حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے تلبیہ پڑھے۔ پھر مکہ مکرمہ پہنچکر اول رمل اور اضطباع کے ساتھ عمرہ کا طواف کرے پھر عمرہ کی سعی کرے اور سعی کے بعد بغیر حلق کرائے پھر رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف قدوم کرے۔ طواف قدوم کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی عـ کرے اب بھی حلق نہ کرائے بلکہ احرام باندھے ہوئے مکہ میں قیام کرے۔ جب حج کے دن آئیں تو حج کے ارکان ادا کر کے حلال ہو جائے۔ جس کا بیان مفصل گذر چکا۔

۱۰ تاریخ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد قربانی کرنا قارن پر واجب ہے

عـ احرام باندھنے کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ۱۲ عـ قارن کو طواف قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اگر طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی منظور ہو تو طواف قدوم بغیر رمل اور اضطباع کے کرے ۱۲

اور اس کو دم قران اور دم شکر کہتے ہیں۔ اس قربانی کے لئے دم قران
کی نیت کرنا ضروری ہے۔

تمتع کا بیان

تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کے
افعال پورے کرکے حلال ہو جائے پھر اسی سال بغیر وطن جائے حج
کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

حنفیہ کے نزدیک تمتع افراد سے افضل ہے اور اہل مکہ اور میقات
کے اندر رہنے والوں کو اور اس شخص کو جو اشہر حج سے پہلے مکہ میں
آکر حلال ہو چکا ہو تمتع کرنا جائز نہیں۔ اگر اشہر حج سے پہلے عمرہ کا
احرام باندھ کر مکہ میں آیا اور عمرہ کے افعال اشہر حج میں ادا کئے تو
اب تمتع جائز ہے۔

تمتع کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) طواف عمرہ اشہر حج میں
کیا ہو (۲) عمرہ کا احرام حج کے احرام سے پہلے ہو (۳) حج کے احرام
سے پہلے اکثر طواف عمرہ کر لیا ہو (۴) عمرہ یا حج کو فاسد نہ کیا ہو (۵)
حج اور عمرہ دونوں کو ایک ہی سال میں ادا کرنا (۶) دونوں کو ایک
سفر میں ادا کرنا۔

تمتع ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اشہر حج میں اول عمرہ کا احرام میقات سے باندھ کر مکہ میں داخل ہو اور عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور اپنے وطن کے سوا جہاں چاہے رہے۔ پھر حج کا احرام اپنی میقات سے باندھ کر حج ادا کرے۔ اور اگر مکہ میں مقیم ہو تو ۸ تاریخ کو حرم سے احرام باندھ کر منیٰ کو جائے اور مثل بیان سابق حج کے ارکان ادا کرے اگر سعی طواف زیارت سے پہلے کرنی ہو تو احرام باندھنے کے بعد رمل اور اضطباع کے ساتھ نفلی طواف کرے اور اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔ تمتع کرنے والے پر طواف قدوم واجب نہیں۔ قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہو۔

فرائضِ حج

(۱) احرام یعنی دل میں حج کی نیت کر کے لبیک پکارنا (۲) ۹ ذی الحجہ کو آفتاب ڈھلنے کے وقت سے صبح تک اگرچہ ایک لحظہ ہو عرفات میں ٹھیرنا (۳) اکثر طوافِ زیارت (۴) اِن تینوں فرائض کو بالترتیب ادا کرنا (۵) ہر فرض کو اُس کے مقام میں ادا کرنا (۶) قبل وقوف عرفہ کے جماع ترک کرنا۔

(ف) واضح ہو کہ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت تو حج کے رُکن ہیں

اور وقوفِ طواف سے اقوی ہے اور ترکِ جماع فرائض حج کے ملحقات سے ہیں۔

(حکم) ان میں سے کوئی چیز ترک ہو گئی تو حج باطل ہو جائیگا اور اسکی تلافی قربانی سے نہیں ہو سکتی۔

واجباتِ حج بلا واسطہ

(۱) صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (۲) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۳) کنکریاں مارنا (۴) حلق یا قصر کرنا (۵) صرف آفاقی کے لئے طواف الوداع کرنا۔

واجبات حج بالواسطہ

(۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) محظورات احرام سے بچنا (۳) صفا سے سعی شروع کرنا (۴) سعی کے سات پھیرے پورے کرنا (۵) کوئی عذر نہو تو پیادہ سعی کرنا (۶) صفا مروہ کے بیچ میں پوری مسافت طے کرنا (۷) عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھیرنا (۸) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا (۹) مزدلفہ میں (اگرچہ ایک ساعت ہو) ٹھیرنا (۱۰) مزدلفہ پہنچنے تک عشا و مغرب کی نماز کو مؤخر کرنا (۱۱) ۱۰ ار ذی الحجہ کی رمی حلق یا قصر سے پہلے کرنا (۱۲) ہر روز کی رمی اسی دن کرنا

(۱۳) ساتوںؔ کنکریاں پھینکنا (۱۴) سر کے بال منڈانا یا کتروانا (۱۵) کم سے کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر ایام نحر میں کرناؔ (۱۶) اکثر طواف کے بعد سعی کرنا (۱۷) حلق یا قصر زمین حرم میں کرنا (۱۸) طوافِ زیارت ایام نحر میں کرنا (۱۹) حطیم کو ملا کر طواف کرنا (۲۰) طواف کے وقت حدث اور جنابت سے پاک ہونا (۲۱) طواف میں کپڑے کا پاک ہونا (۲۲) سَتَر چھپا کر طواف کرنا (۲۳) کوئی عذر نہو تو پا پیادہ طواف کرنا (۲۴) داہنی طرف سے طواف شروع کرنا (۲۵) حجر اسود سے ابتدا کرنا بعض کے نزدیک (۲۶) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا (۲۷) قارن اور متمتع کو قبل ذبح کے رمی کرنا (۲۸) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۲۹) قارن اور متمتع کو قبل حلق کے ذبح کرنا (۳۰) قارن اور متمتع کو ایام نحر میں ذبح کرنا۔

حکم۔ ان میں سے کوئی بات ترک کرے گا تو جزا لازم ہوگی اور حج صحیح ہو جائیگا خواہ عمداً ترک کرے یا سہواً۔ لیکن قصداً ترک کرنیسے گنہگار بھی ہوگا۔ البتہ دو رکعت طواف ترک کرنیسے یا امور مذکورہ میں

ع۵ یعنی ایک ایک کر کے کیونکہ ساتوں کو ایک دفعہ پھینکو گے تو ایک پھینک شمار ہوگی ا ۂ اس میں بلا عذر شرعی کسی کو نائب بنانا بھی جیسا کہ رواج ہو رہا ہے صحیح نہیں ۱۲

ع۵ کوئی حلاق نہ ملے تو ایک محرم حاجی کو دوسرے محرم حاجی کا حلق و قصر کر دینا صحیح ہے کہ وقت حلق کے ہونیکی وجہ سے کسی پر کوئی جنایت نہیں۔ نیز خود بھی اپنا حلق یا قصر کر سکتا ہے ۱۲

کوئی فعل عذر معتبر کے سبب چھوٹنے سے جزا لازم نہ آئے گی۔

سُنن حج

(۱) ۸ر ذی الحجہ کو مکہ سے عرفات کی طرف چلنا (اگرچہ اس تاریخ کو منیٰ میں جاکر ٹھیرے گا۔ اور نویں کی صبح کو عرفات پر جائیگا۔ مگر یہ خروج بہ نیت عرفات ہو)، (۲) ۹ر ذی الحجہ کی شب کو منیٰ میں رہنا (۳) ۹ر ذی الحجہ کو طلوع آفتاب ہوتے ہی منیٰ سے عرفات کو جانا (۴) عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا (۵) ۱۰ ر ذی الحجہ کو مزدلفہ میں رات گذارنا (۶) ۱۰ ر ذی الحجہ کو قبل طلوع آفتاب مزدلفہ سے منیٰ کو جانا (۷) ایام منیٰ میں منیٰ کے اندر رات گذارنا (۸) مکہ لوٹتے وقت محصّب میں اُترنا (۹) طوافِ قدوم اس آفاقی کے لئے جو افراد یا قِران کرتا ہو (۱۰) امام کا تین مقاموں میں خطبہ پڑھنا اول مکہ میں ساتویں ذی الحجہ کو دوم عرفات میں ۹ر کو سوم منیٰ میں ۱۱ر کو۔

حکم ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ترک کرنا بُرا ہے مگر جزا لازم نہیں آتی۔

فرائض احرام

(۱) نیت اُس عبادت کی دل میں کرنا جس کے لئے احرام باندھا ہے

(۲) کوئی لفظ ایسا کہنا جس سے تعظیم اللہ تعالےٰ کی معلوم ہو جیسے :-
لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ یا سُبْحَانَ اللّٰہ وغیرہ۔

حکم۔ ان فرائض کے ترک سے احرام صحیح نہ ہوگا۔

واجباتِ احرام

(۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) محظوراتِ احرام سے بچنا۔

حکم۔ ان واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی۔

جنایات اور اُنکی جزاو تلافی

جس فعل کی ممانعت احرام کی وجہ سے ہو اُس کا مرتکب ہونا جنایت کہلاتا ہے اور جس سے اس گناہ کی معافی و تلافی ہو وہ جزا کہلاتی ہے۔

(۱) سِلا ہوا کپڑا پہننا} ایک روز یا ایک شب کامل پہنا ہے تو اسپر دمؑ واجب ہی (سلے ہوئے سے مراد بطریق معمول سلا ہوا یا اسی وضع پر بُنا ہوا ہے یعنی کُرتہ یا بنیان یا پاجامہ وغیرہ اور اگر مثلاً چادر دو پاٹ کی

عہ جہاں صدقہ کا لفظ آئیگا تو پونے دو سیر گندم یا اس سے دو چند جو مراد ہونگے اور جہاں تعیین کردیجائے وہاں اسی قدر مراد ہوگی اور دم سے مراد جنابت میں قربانی ہوتی ہے کہ بکرا یا بھیڑ یا دُنبہ ہو تو پورا اور گائے یا اونٹ ہو تو ساتواں حصہ ۱۲

کہ بیچ میں سے سی لی گئی ہو تو اس کا باندھنا جائز ہے اگرچہ اولی ایک بات
ہو اسی طرح پاجامہ کرتہ وغیرہ اگر اس طرح نہ پہنے جیسا اس کا طریقہ ہو کہ
آستین کے اندر ہاتھ اور پائنچہ کے اندر ٹانگ ہو بلکہ معمولی چادر کی طرح
کندھوں پر ڈال لے یا تہ بند کی طرح لپیٹ کر باندھ لے تو اسپر بھی جزا واجب
نہیں اور اگر سلا ہوا کپڑا گھنٹہ بھر یا اس سے زائد مگر ایک دن سے کم پہنا
تو اسپر صدقہ واجب ہو۔ اور اگر گھنٹہ بھر سے کم پہنا تو ایک مٹھی بھر گیہوں
صدقہ دے اور اگر کئی روز تک پہنے رہا تب بھی ایک ہی دم ہے اور
اگر رات کو اس نیت سے نکال دیا کہ صبح کو پھر پہنونگا اور اس طرح ہر روز
نکالا کرے اور فجر کو پہنا کرے تو ایک ہی دم ہے اور اگر ترک کی نیت
سے نکالا کہ اب نہ پہنوں گا اور پھر پہنا تو اب دوسرا کفارہ لازم آئے گا
اور اگر پورے دن پہنکر کفارہ دیدیا مگر کپڑا نہیں نکالا تو اب دوسرا کفارہ
دینا ہوگا اور اگر کئی کپڑے مثلاً کرتہ بھی پاجامہ بھی اور عبا و عمامہ وغیرہ
بھی پہنا مگر سب کو ایک ہی وجہ سے پہنا ہے کہ سب کو بضرورت پہنا،
اور ایک ہی ضرورت مثلاً سردی کی وجہ سے پہنا یا سب کو بلا ضرورت
پہنا کہ وہ بھی ایک وجہ ہے۔ پھر ایک ہی مجلس میں پہنا یا کئی مجلس میں
تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کوئی کپڑا ضرورت سے پہنا اور کوئی
بلا ضرورت تو مکرر کفارہ دینا ہوگا اور اگر بخار کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر

وہ بخار اُتر گیا مگر کپڑا نہیں نکالا اور دوسری تپ عارض ہو گئی تو اب مکرر کفارہ دینا ہو گا۔

(۲) **سر یا منھ کا چُھپانا** کہ اگر سلے ہوئے یا بے سلے کپڑے سے محرم نے تمام سر یا منہ یا چوتھائی حصّہ ایک رات یا ایک دن یا زیادہ ڈھانپا تو دم دینا ہوگا ورنہ صدقہ اور اگر سر پر ایسی چیز اُٹھائی جس سے عادتاً سر چھپایا کرتے ہیں تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر ایسی چیز نہیں جیسے ٹوکرا وغیرہ تو اس میں کفارہ نہیں۔ اگر مہندی یا صندل یا کسی خوشبو دار چیز کو سر پر لگایا اور وہ شے پتلی ہے تو ایک کفارہ واجب ہوگا ورنہ دو کفارے کہ ایک کفارہ سر چھپانے کا دوسرا کفارہ خوشبو استعمال کرنے کا اور اگر سر کے بال لُعاب خطمی یا گوند ببول وغیرہ سے چپکائے (جس کو عربی میں تلبید کہتے ہیں) تو کفارہ واجب ہو گا۔ اگر عورت اپنے منہ کو نقاب و برقع یا کسی کپڑے وغیرہ سے چھپائے کہ کپڑا منہ سے لگ جائے تو کفارہ واجب ہوگا

(۳) **ایسا موزہ اور جوتہ پہننا** کہ جس سے قدم یعنی پاؤں کے اوپر کا حصّہ جو انگلیوں سے ملا ہوا ہے چھُپ جائے اگر ایک دن کامل پہنا تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ۔

(۴) **خوشبو کا استعمال کرنا** کہ اگر ایک عضو کامل یا کئی اعضاء کو ایک مجلس میں کوئی خوشبو لگائے یا ایک عضو سے کم پر مقدار کثیر خوشبو لگائی

یا ایک بالشت طول و عرض سے زیادہ چادر و تہ بند وغیرہ پر لگائے یا
اتنی مقدار خوشبو کھائے کہ اکثر منہ میں لگ جائے یا دو مرتبہ سے زائد
خوشبو دار سُرمہ آنکھ میں لگائے یا اپنے کپڑے میں مقدار کثیر خوشبو باندھے
تو ہر صورت میں ایک دم لازم ہوگا ورنہ صدقہ اور اگر کئی اعضا کو کئی
مجلسوں میں خوشبو لگائے تو ہر ایک کا کفارہ جُدا ہوگا اور اگر خوشبو کے
ساتھ پکا ہوا کھانا کھایا تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ غالب خوشبو ہو اور اگر پکا
ہوا کھانا نہ ہو تو غلبہ کا اعتبار ہوگا اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب
ہے اگرچہ مہکے نہیں اور اگر خوشبو مغلوب ہے اور جس میں اسکو ملایا ہے
وہ غالب ہے تو کچھ واجب نہیں ہے اگرچہ بو مہکتی ہو کہ مہک کا اعتبار
نہیں مقدار کا اعتبار ہے تاہم ایسی مہکنے والی مغلوب خوشبو کا استعمال
مکروہ ضرور ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ پان میں الائچی یا خوشبو دار تمباکو
ڈالکر کھایا کہ پکی ہوئی چیز نہیں ہے تو دم یا صدقہ واجب نہیں ہوگا مگر مکروہ ہے
(۵) بال مونڈنا یا تراشنا یا اُکھاڑنا یا کسی صورت سے زائل کرنا ہے اگر چوتھائی
سر یا داڑھی یا زیادہ منڈائی یا نورہ و بال چٹ سفوف یا صابون سے
اتنی مقدار کے بال دُور کئے تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ۔ اور مونڈنے
والا اگر مُحرِم ہے تو اُس پر ہر حال میں صدقہ واجب ہے خواہ مُحرم کو
مونڈے یا غیر مُحرم کو اور تمام گردن یا زیر ناف یا ایک بغل کو منڈایا

تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ اور اگر چوتھائی سر منڈایا اور دم دید یا پھر
چوتھائی سر منڈایا تو اب دوسرا دم واجب ہوگا اور اگر تمام سینہ یا تمام
ران یا تمام پنڈلی کے بال منڈائے یا ڈاڑھی یا سر چوتھائی سے کم منڈائے
یا لبیں کترواے تو صدقہ واجب ہے اور اگر گنجہ کے سر میں بقدر چوتھائی
سر کے بال ہوں اور وہ اس کو منڈوائے تو دم واجب ہے اور اگر کم ہوں
تو صدقہ واجب ہے اور قصر کا حکم بھی مثل حلق کے ہے۔ بالوں کو استرہ کو
منڈوائے یا نورہ سے دُور کرے یا موچنے سے اُکھاڑے یا آگ سے
جلائے اور اپنے اختیار سے ہو یا بلا اختیار سب کا حکم یکساں ہے۔

(۶) ناخون کترنا۔ اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخون یا دونوں ہاتھ یا
دونوں پاؤں یا چاروں کے ناخون ایک مجلس میں کترواے یا خود کترے
تو دم لازم ہوگا ورنہ ہر ہر ناخن کے بدلہ صدقہ دینا ہوگا اور چاروں ہاتھ پاؤں
کے ناخن اگر چار مجلس میں کتروائے تو چار دم لازم ہونگے اور اگر پانچ
ناخن سے کم یا پانچ ناخن متفرق مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے
ہاتھ کے یا سولہ ناخن متفرق چار چار چاروں ہاتھ پاؤں کے کترواے تو تینوں
صورتوں میں ہر ناخن کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا اور اگر کسی نے اپنا ہاتھ
کاٹ ڈالا جس میں انگلیاں اور ناخن بھی ہیں تو اس صورت میں نہ دم
واجب ہے نہ صدقہ۔

فائدہ۔ اگر امور مذکورہ کسی عذر سے صادر ہوں تو یا دم دے یا تین صاع گیہوں چھ مساکین کو دے یا تین روزے رکھے اور خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مفلسی اور خواب عذر نہیں ہیں کہ جنایات میں قصد و عمد اور رضا و جبر وغیرہ سب کا حکم ایک ہے۔

(۷) **بشہوت بوسہ لینا یا مس کرنا یا جانور سے وطی کرنا یا ہاتھ سے جلق لگانا** } انزال ہو یا نہ ہو اور وقوفِ عرفات کے قبل ہو یا بعد بہرحال دم لازم آئیگا اور حج فاسد نہ ہوگا اور جو کسی عورت کی شرمگاہ دیکھ کر یا دل میں تصور کرکے یا احتلام سے منزل ہوا ہو تو کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جانور سے وطی کرنے میں اگر انزال ہوا تو دم واجب ہوگا اور جلق لگانے سے اگر انزال ہوا تو بھی دم واجب ہوگا۔ مگر حج فاسد نہ ہوگا۔

(۸) **جماع کرنا۔** } اگر وقوفِ عرفات کے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا مگر ارکان ادا کرتا رہے اور ایک دم بھی دے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے اور اگر بعد وقوفِ عرفات کے جماع کیا تو بُدنہ دے اور حج فاسد نہ ہوگا (بُدنہ سے مُراد ایک سالم اونٹ کی قربانی ہے کہ ساتواں حصہ کافی نہ ہوگا) اور عُمرہ میں اگر چار پھیرے طواف کرنے کے بعد جماع کیا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا اور دم لازم آئے گا اور جو قبل اس کے کیا تو عمرہ فاسد ہوگا لیکن اسکو بھی پورا کرے اور دم بھی دے اور پھر عمرہ کی قضا بھی کرے اور اگر حلق کے

بعد طوافِ زیارت کے قبل یا طواف کے بعد اور حلق سے قبل جماع کیا تو دم دے اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوفِ عرفہ کے قبل جماع کیا تو حج و عمرہ دونوں فاسد ہوگئے اور دمِ قِران ساقط ہوگیا مگر دو دم جنایت کے اُس کے ذمہ واجب ہوں گے۔

(۹) بے وضو طواف کرنا کہ اگر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو دم دے اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طواف نفل بے وضو کیا تو صدقہ دے اور ان سب صورتوں میں اگر وضو کرکے طواف کا اعادہ کرے گا تو کفارہ ساقط ہو جائیگا۔

(۱۰) حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طواف کرنا کہ اگر طوافِ زیارت کیا ہو تو بدنہ دے اور اگر طوافِ قدوم یا طواف وداع یا طوافِ نفل کیا ہے تو دم دے اور ان صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کرلینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور طواف زیارت کا اعادہ کرنا فرض ہے اور اگر طواف عمرہ بے وضو کرے یا جنابت یا حیض کی حالت میں کرے تو اعادہ کرے یا دم دے۔

(۱۱) طواف نکرنا کہ اگر طوافِ زیارت چھوڑ دیا تو حج ادا نہ ہوگا اور اُس پر لازم ہے کہ طواف زیارت کرے اور اگر ایام نحر گذر گئے ہوں تو بسبب تاخیر طواف زیارت کے دم دے اور اگر طواف وداع چھوڑ دیا اور اب

اس کو ادا ابھی نہیں کر سکتا تو دم دے اور اگر طوافِ قدوم چھوٹ گیا تو کچھ لازم نہیں۔

(۱۲) سعی یا وقوف مزدلفہ یا رمی جمار کل ایام یا ایک یوم کا یا ترتیب افعال حج کا چھوٹ جانا } ان سب صورتوں میں دم لازم آئیگا مگر بسبب عذر سے وقوفِ مزدلفہ یا سعی چھوٹے گی تو کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جو ایک دن کی پوری رمی ترک نہ کی بلکہ ایک کنکری یا دو کنکری ترک کی ہے تو ہر کنکری کے لئے صدقہ ہوگا۔ اگر قبل رمی کے حلق کیا یا قارن اور متمتع نے قبل ذبح کے حلق کیا یا قبل رمی کے ذبح کیا تو دم واجب ہے اور قبل رمی وحلق کے طواف کیا تو اس کے ذمہ کفارہ واجب نہیں البتہ خلافِ سنت ہونے کے سبب کراہت لازم آئے گی۔

قاعدہ۔ اکثر کا چھوڑنا کل کے چھوڑنے کے حکم میں ہے مثلاً چار پھیرے طواف کے اگر چھوڑے تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام طواف کے ترک کا حکم ہے۔

(۱۳) بغیر احرام باندھے میقات سے آگے بڑھ جانا کہ دم لازم آئیگا مگر جب میقات پر واپس آکر وہاں سے احرام باندھے یا حالتِ احرام میں لوٹ آئے تو دم ساقط ہو جائے گا۔

قاعدہ۔ سب صورتوں میں مفرد و متمتع پر ایک دم اور قارن پر

دو دم ہیں مگر اس تیرھویں جنایت میں قارن پر بھی ایک ہی دم ہے۔

فائدہ۔ سنت کے ترک سے دم واجب نہیں ہوتا۔

(۱۴) عرفات سے قبل از غروب آفتاب لوٹنا } دم لازم ہوگا۔

(۱۵) حلق یا قصر زمین حل میں کرنا } دم لازم ہوگا۔

(۱۶) اقل طواف یا اقل سعی ترک کرنا } طواف زیارت میں اقل کے ترک سے دم واجب ہوگا اور اس کا اتمام واجب اور طواف وداع میں اقل کے ترک سے ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ واجب ہوگا اور طواف قدوم میں کچھ واجب نہ ہوگا کہ وہ سنت ہے اور سعی میں اقل کے ترک سے ہر پھیرے کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا۔

(۱۷) حل میں یا حرم میں قصداً یا سہواً جنگلی جانور کا شکار کرنا یا شکاری کو اسکا بتانا یا اشارہ کرنا } دو مرد ثقہ سے اس کی قیمت جو شکار کے وقت اس جگہ پر یا اس کے متصل بستی میں ہو دریافت کر کے اس قیمت کی قربانی خرید کر مکہ میں ذبح کرنی چاہئے اور اگر قربانی کی قیمت تک نہ پہنچے تو نصف نصف صاع گیہوں کا ایک ایک مسکین کو صدقہ دے یا اتنے روزے رکھ لے اور اگر نصف صاع گیہوں سے بھی کم ہو تو چاہئے کہ اسی قدر صدقہ کرے۔ یا ایک روزہ رکھ لے اور قیمت اگر قربانی سے زائد ہو کر بچ جائے تو اس کو بھی ایسا ہی کرے۔

فائدہ۔ اس میں اُن جانوروں کا قتل مستثنیٰ ہے جن کا قتل حالت احرام میں جائز ہے۔

مقاماتِ اجابتِ دُعا

(۱) مطاف یعنی بیت اللہ کے گرد دائرہ (۲) ملتزم یعنی حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کا حصّہ (۳) میزاب رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) چاہ زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیمؑ کے پاس (۷ و ۸) صفا و مروہ پہاڑ پر (۹) مابین صفا و مروہ خصوصًا میلین اخضرین کے درمیان (۱۰ و ۱۱) عرفات و مزدلفہ (۱۲) منیٰ خصوصًا مسجد خیف کے اندر (۱۳) جمرات کے پاس (۱۴) جس جگہ سب سے پہلے خانۂ کعبہ کھلائی دے (۱۵) حطیم کے اندر (۱۶) حجر اسود کے پاس (۱۷) رکن یمانی کے پاس (۱۸) مستجار کے پاس یعنی رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے اس بند دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پُشت پر تھا (۱۹) باب کعبہ کے سامنے۔

فائدہ۔ ان مواقع میں عاجزی اور انکساری خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا و ذکر میں مشغول رہے اور رونے کی کوشش کرے اگر حقیقی رونا میسّر نہ ہو تو رونے کی صورت بنالے ان موقعوں میں جو دعائیں حدیث سے ثابت ہیں جنکا ذکر اوپر آچکا انکو پڑھے اگر وہ یاد نہو تو جو دعا یاد ہو اس کو پڑھے

یا درود و استغفار کلمۂ سوم پڑھتا رہے اور دھیان اور خیال کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے۔

مکۂ مکرمہ[ع] کے مقامات مقدسہ کا بیان

اس مقدس سرزمین کا ہر گوشہ اور ہر ذرہ مقدس اور قابلِ احترام ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخصوص مقامات کا حال اور فضیلت اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔

مقام ابراہیم ان مقاماتِ مقدسہ میں سے ایک مقام ابراہیم ہے مقام ابراہیم اس پتھر کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے۔

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس پتھر پر کیوں کھڑے ہوئے تھے اس بارے میں چند اقوال ذیل میں درج ہیں۔

(۱) سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ فرمائی۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ و ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل سے ملنے کے لئے حجاز میں تشریف لائے وہ گھر میں موجود نہ تھے ان کی بیوی نے ٹھیرانا چاہا لیکن آپ نے انکار فرمایا پھر انھوں نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر ہی ٹھیر جائیے تاکہ میں آپ کا سر دھوڈالوں آپ نے قبول فرمایا وہ ایک پتھر لائیں اور آپ نے

[ع] یہ سب حالات کتاب الجامع اللطیف سے ماخوذ ہیں ۱۲

سواری پر کھڑے کھڑے پتھر پر پاؤں رکھ لیا انھوں نے ایک طرف سے سر دھو کر پتھر کو دوسری جانب رکھنے کے لئے اُٹھایا تو دیکھا کہ پتھر پر آپ کے قدم کا پورا نشان موجود ہے دوسرا پاؤں بھی آپ کا پتھر کے اندر پیوست کیا اور خداوند تعالےٰ نے اس پتھر کو باعظمت نشانیوں میں سے قرار دیا

(۳) ازرقی کا بیان ہو کہ آپ اس پتھر پر حج کی اذان یا ندا بلند کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تھے اعلانِ حج کے بعد آپ نے اس پتھر کو باب کعبہ کی سمت رکھ کر اپنا قبلہ بنالیا اور اس کی جانب نماز پڑھتے رہے اس پتھر میں آپ کے پاؤں کی سات انگلیوں کے نشانات موجود ہیں۔

(۴) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم اس وقت جس جگہ رکھا ہوا ہے وہ وہی جگہ ہو جہاں اسکو حضرت ابراہیمؑ نے رکھا تھا ایام جاہلیت میں کفار قریش نے اس خیال سے کہ پانی کی رو مقام ابراہیم کو بہا کر نہ لیجائے بیت الحرام سے وابستہ کر دیا تھا عہد نبوی اور عہد ابی بکرؓ میں وہ وہیں رہا حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں اُس کو پھر اس کی اصلی جگہ پر رکھوادیا اور آجتک وہیں ہے۔

(۵) علامہ ابن جلیل فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم کے پیچھے جو دو بڑے پتھر فرش میں لگے ہوئے ہیں اور جن پر لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی خاص شرف وفضل رکھتے ہیں اور اُن پر بعض صحابہ نے نماز پڑھی ہو۔

علامہ ابن خلیل فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم کو ہاتھوں سے چھونا اور بوسہ دینا مسنون نہیں ہے ہم کو صرف اس کے قریب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے لوگوں کو مقام ابراہیمؑ کا مس کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تم کو چھونے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ صرف اس کے قریب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حجر اسود:- انہیں محترم نشانیوں میں سے ایک حجر اسود بھی ہے۔

حجر اسود ایک بابرکت پتھر ہے جو باب کعبہ کے متصل بیت اللہ کے گوشہ میں لگا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف چاندی کا خول ہے۔

حجر اسود زمین پر گویا یمین اللہ (خدا کا ہاتھ) ہے جو شخص اس کو بوسہ دیگا وہ اسکی شہادت دیگا اور وہ جنت کا ایک پتھر ہے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے دونوں مبارک لبوں کو اُس پر رکھا اور دیر تک روتے رہے اور پیچھے پھر کر مجھے روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا عمرؓ! یہاں بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قاضی عیاض نے کتاب الشفا میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس رکن اسود (حجر اسود) کے پاس دعا کرے گا

اللہ تعالےٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیمؑ) جنت کے دو یاقوت ہیں اگر اللہ تعالےٰ ان کے نور کو بجھا نہ دیتا تو مشرق و مغرب کے مابین اُن کی روشنی سے جگمگا اُٹھتے (پھر آپ نے فرمایا کہ) خدا نے بعض بعض پتھروں کو بعض پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح بعض مقامات۔ ایام اور شہروں کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اسی روایت میں بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر بنی آدم کے گناہ ان دونوں چیزوں سے مس نہ کرتے تو ان کی روشنی سے مابین مشرق و مغرب جگمگا اُٹھتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب حجر اسود جنت سے نازل ہوا وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کے گناہوں نے اسکو سیاہ کر دیا ہے۔

قاضی عزیز الدین کا بیان ہے کہ میں نے اپنے پہلے حج میں ۸۰۶ھ حجر اسود کو دیکھا اس کے اوپر ایک سفید دھبہ تھا اس کے بعد یہ سفیدی کم ہوتے ہوتے بالکل جاتی رہی۔

ابن خلیل کہتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی تھی جو بتدریج فنا ہو گئی۔

کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان کے گناہوں سے پتھر تک سیاہ ہو جاتے ہیں تو قلوب کیا چیز ہیں قلب میں تو گناہوں کی سیاہی جلد اثر کرتی ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنے قلب کو صاف رکھنے کی کوشش کرے۔ اور گناہوں سے اسکو تاریک و سیاہ نہ بنائے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حجر اسود زمین پر یمین اللہ (خدا کا ہاتھ) ہے پس جس شخص نے آپ کی بیعت کو نہ پایا اور حجر اسود کا مسح کر لیا گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول سے بیعت کر لی۔

خطابی کہتے ہیں کہ حجر اسود کا یمین اللہ ہونا یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ جو شخص اس کا مسح کرے گا خداوند تعالےٰ سے اس کا معاہدہ ہو جائے گا قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہ جب کسی ایسے شخص سے معاہدہ کرتا ہے جس سے موالات اور دوستی مقصود ہوتی ہے۔ تو وہ اس سے ہاتھ ملا کر مودت کا ثبوت دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حجر اسود کو چھونا گویا خدا سے مصافحہ کرنا ہے۔

طبری کہتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ بادشاہ کی وفاداری کا عہد کر کے حلف اٹھاتا ہے حجر اسود گویا بادشاہ کے لئے حلف وفاداری اور مودت کا رتبہ رکھتا ہے اور اس کے مس کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ ہم خدا سے مودت

اور وفاداری کا عہد کرتے ہیں اور حلف اُٹھاتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے حجراسود کو چوم کر فرمایا کہ اے حجر اسود، خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ایسا کرتا ہوں۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تجھکو نہ چومتے تو میں بھی کبھی نہ چومتا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول کی پیروی کرنی اچھی تھی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ قول سنکر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ امیرالمؤمنین! حجراسود نفع ونقصان پہنچاتا ہے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن حجراسود کو بارگاہ خداوندی میں لایا جائے گا۔ اور وہ اُن لوگوں کے حق میں شہادت دے گا جنہوں نے اس کو بوسہ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا یہ جواب سنکر فرمایا کہ ابوالحسن (علیؓ) جن لوگوں میں آپ کی برگزیدہ ذات نہ ہو اُن کو لطف عیش حاصل نہیں۔ حضرت عمرؓ کے یہ فرمانے کا منشا یہ تھا کہ عرب میں پہلے بت پرستی کا رواج عام تھا اور قلوب میں پتھروں کی تعظیم کا جذبہ موجود تھا۔ اس بناء پر آپ کو یہ خطرہ ہوا کہ مبادا آپ کے اس فعل سے

بعض جاہل اور ناواقف یہ سمجھیں کہ ایام جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی پتھروں کی عظمت اور بڑائی ہے۔ اس خطرہ کی بناء پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی پتھر فی نفسہ قابلِ احترام نہیں اور حجر اسود کو بھی جو کچھ فضیلت اور برتری حاصل ہو؛ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ارشاد اور اتباع کی وجہ سے ہو۔ حضرت عمرؓ کی نظر ایک جانب تھی اسلئے حضرت علیؓ نے دوسری جانب متوجہ کیا تاکہ دین میں افراط وتفریط نہو

رکن یمانی رکن؟ انھیں متبرک نشانیوں میں سے ایک رکن یمانی بھی ہے اور وہ بیت اللہ کا وہ گوشہ ہے جو یمن کی سمت واقع ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں رکن یمانی کی طرف سے گذرتا ہوں تو مجھکو ایک فرشتہ کی آواز آمین آمین کہتے سُنائی دیتی ہے پس جب تم رکن یمانی کے پاس سے گذرو تو یہ کہو۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ) اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خوبی دے اور آخرت میں بھی خوبی دے اور ہمکو آگ کے عذاب سے بچا۔ (بقرہ رکوع ۲۵)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رکن یمانی کے قریب جنت کے دروازوں میں سے ایک

دروازہ ہے۔ اور رکن اسود جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ ملتزم ہے اور انھیں محترم نشانیوں میں سے ایک ملتزم بھی ہے اور ملتزم بیت اللہ کی اس دیوار کا نام ہے کہ جو حجر اسود اور دروازۂ کعبہ کے درمیان باب کعبہ کے نیچے واقع ہے۔ اس دیوار کا نام ملتزم اس لئے رکھا ہے کہ لوگ اس سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے ہیں اور یہ مقام بھی اُن متبرک مقامات سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اس ملتزم میں جو دعا مانگی جائیگی وہ قبول ہوگی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو سُننے کے بعد میں نے جو دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ اور یہی بیان ان تمام لوگوں کا ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں۔

ازرقی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں حضرت آدمؑ نے مکہ میں تشریف لاکر اول بیت اللہ کا طواف کیا پھر دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کرکے پڑھی۔ اس کے بعد ملتزم پر پہنچکر یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ

اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے میرے عذر کو

فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ

قبول کر میرے دل میں اور میرے پاس جو کچھ ہے تو اس سے بھی

وَمَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ

آگاہ ہے تو میرے گناہوں کو بخشدے تو میری حاجت کو بھی

فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ - اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

جانتا ہے پس میرے سوال کو پورا کر اے اللہ میں تجھ سے

اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا

ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے قلب میں جاگزیں ہو اور یقین صادق کا خواستگار رہوں

حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا

تاکہ مجھکو اس امر کا کامل اطمینان حاصل ہو جائے کہ جو مجکو پہنچتا ہے

کَتَبْتَ لِیْ وَالرِّضٰی بِمَا قَضَیْتَ -

وہی ہے جو تو نے میری تقدیر میں لکھدیا ہے اور جو فیصلہ تو نے میری نسبت کیا ہے میں اس پر ہر طرح راضی ہوں

حضرت آدمؑ دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ وحی الٰہی نازل ہوئی اور رب بزرگ و برتر کا یہ پیام پہنچا یا۔ "آدم میں نے تیری دعاؤں کو قبول کیا اور تیری اولاد میں سے جو شخص تیرے ان الفاظ میں مجھ سے دعا کرے گا میں اس کے رنج و غم کو دور کردوں گا۔ اس کی گمشدہ شئے کا بدل دوں گا اس کے قلب سے فقر کو نکال کر غنیٰ کو دل میں بھر دوں گا۔ تجارت پیشہ شخص کی تجارت میں برکت دوں گا وہ دنیا سے بے پرواہ ہوگا۔ اور دنیا اس کے قدموں پر ہوگی۔

کعبہ کے اندر داخل ہونیکا بیان

احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں نماز پڑھی چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو صحن کعبہ میں پہنچکر آپ نے کعبہ کی کنجی بردار حضرت عثمان بن طلحہ کو کنجیاں لانے اور کعبہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ وہ کنجیاں لائے اور دروازہ کھولدیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت بلالؓ اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ بھی کعبہ کے اندر گئے جب سب لوگ اندر داخل ہو گئے تو حضرت عثمان نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور تھوڑی دیر بعد آپ مع ساتھیوں کے باہر نکل آئے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ سے دریافت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس نے کعبہ کے اندر کے چھ ستونوں میں سے دو کو دائیں جانب چھوڑا اور ایک بائیں سمت اور تین ستونوں کو پشت کی طرف اور درمیان میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی ایک اور روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کے اندر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے اندر داخل ہو کر سیدھے آگے جاتے تھے یعنی چہرۂ مبارک آپ کا سامنے ہوتا تھا اور پشت دروازہ کی طرف یہانتک کہ جب سامنے کی دیوار میں اور آپ میں صرف تین گز کا فاصلہ رہ جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

ازرقی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ شام سے حضرت امیر معاویہؓ مکہ میں تشریف لائے اور کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو حضرت ابن عمرؓ کو طلب فرما کر دریافت کیا "ابو عبدالرحمٰن! وہ جگہ تو بتلاؤ جہاں کعبہ کے اندر آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی" ابن عمرؓ نے فرمایا "کعبہ کے اندر کے اگلے ستونوں کے درمیان (دروازہ کے مقابل والی) دیوار اور اپنے درمیان دو یا تین گز کا فاصلہ چھوڑ کر۔

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور دروازہ کے مقابل والی دیوار سے دو یا تین گز پیچھے ہٹ کر دو ستونوں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی۔

حافظ ابوالفضل عراقی لکھتے ہیں کہ زائرین کو چاہیئے کہ وہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھیں تو دیوار کے اور اپنے درمیان تین گز کا فاصلہ چھوڑ کر پڑھیں تاکہ تین گز والی روایت کے بموجب

آپکی نماز کی جگہ پر نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہو اور دو گز والی روایت کے بموجب زائر کا سر سجدہ میں آپ کے قدم مبارک کی جگہ رہے اور یہ بہتر ہے۔

کعبہ کے اندر داخل ہونا ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے اور علماء نے کعبہ کے اندر داخل ہونے کے حسب ذیل آداب مقرر کئے ہیں

۱۔ غسل یا وضو کرکے کعبہ کے اندر داخل ہو۔

۲۔ جوتہ اور موزوں کو پاؤں سے نکال دے۔

۳۔ کعبہ کے اندر داخل ہو کر چھت کی طرف یا اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔

۴۔ کعبہ کے اندر کسی سے بات نہ کرے البتہ اگر کسی امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی ضرورت پیش آجائے تو اجازت ہے۔

۵۔ کعبہ کے اندر خضوع و خشوع کو ضروری سمجھے اور ممکن ہو تو آنکھوں سے آنسو بہائے۔

۶۔ کسی سے کسی چیز کو نہ مانگے یعنی اپنی حاجت کو کسی پر پیش نہ کرے اس سلسلہ میں ایک واقعہ تاریخ میں مذکور ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کعبہ میں داخل ہوا تو اُس نے سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنے قریب پاکر کہا "جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کرو" سالم بن عبداللہ نے جواب دیا "مجھکو خدا سے شرم آتی ہے

کہ اس کے گھر میں میں کسی دوسرے سے سوال کروں۔"

کعبہ کے اندر داخل ہونے کی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کے اندر داخل ہوا اور نماز پڑھی اس کے گناہ معاف ہو گئے اور نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی گئیں۔

۲۔ حضرت حسن بصری کے مکتوب میں یہ حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص بیت اللہ کے اندر داخل ہوا وہ خدا کی رحمت، خدا کی حفاظت اور خدا کے گہوارۂ امن میں داخل ہو گیا اور جو کعبہ کے اندر داخل ہو کر باہر نکلا وہ بخشا گیا۔ مجاہد نے اس روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں کہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر جو شخص نکلا وہ بقیہ زندگی میں معصوم رہے گا۔ یعنی اس کو اسلام کی حالت میں موت نصیب ہو گی۔

۳۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کعبہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھنا مسجد حرام میں چار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

۴۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ "کعبہ کے اندر نماز کا ثواب ایک

لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

طوافِ کعبہ وغیرہ کا بیان

کعبہ کے طواف اور طواف کرنیوالوں کی فضیلت میں کثرت سے آیات احادیث اور آثار پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

خداوند تعالےٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

آیات۔ (۱) وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ۔ — اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے عہد لیا تھا کہ دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔

۲۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ — اور جب ہم نے خانۂ کعبہ کو ابراہیمؑ کا ٹھکانا بنادیا تو ہدایت کی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو اہل طواف کیلئے پاک کر

ان آیات میں تطہیر کے مختلف معنی مفسرین نے بتائے ہیں بعض کہتے ہیں کہ آفات وشکوک سے بیت اللہ کو پاک رکھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کعبہ کو بتوں سے پاک رکھا جائے اور کوئی بت کعبہ کے گرد نصب نہ کیا جائے بعض کا بیان ہے کہ طہارت سے مراد امن ہے

یعنی بیت اللہ کو امن کی جگہ بناؤ۔

احادیث (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بیت اللہ کا طواف سات مرتبہ کیا (یعنی سات پھیرے کئے) اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے نماز پڑھی اور آب زمزم پیا اُس کے تمام گناہوں کو خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں بخشدیا گیا۔

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان جب بیت اللہ کے طواف کے ارادہ سے (گھر سے) باہر نکلتا ہے خدا کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر خدا کی رحمت میں داخل ہو کر وہ جو قدم اُٹھاتا ہے اور زمین پر رکھتا ہے خداوند تعالےٰ اُس کے ہر قدم پر پانچسو نیکیاں (اُس کے نامۂ اعمال میں) لکھدیتا ہے اور پانچسو برائیوں (گناہوں) کو معاف کردیتا ہے اور پانچسو درجے اُس کو بلند فرمادیتا ہے پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے گویا اُس کی ماں نے آج اُس کو جنا ہے اور اولاد اسمٰعیل میں سے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب (اُس کے نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے اور (کعبہ کے) رکن پر ایک فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ کرچکا ہے وہ معاف کردیا گیا اب آئندہ (اچھا) کام شروع کر

اور اس کے خاندان میں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کیجائیگی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" کعبہ کے گرداگرد ستر ہزار فرشتے رہتے ہیں جو طواف کرنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

۴۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" بیت اللہ کا طواف کرنا خداوند تعالےٰ کی رحمت میں شامل ہوتا ہے۔

۵۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" جس شخص نے پچاس مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا گویا وہ آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

۶۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" آسمانی آبادی میں خدا کے نزدیک بہتر وہ ہیں جو اس کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر لوگ خدا کے نزدیک وہ ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔"

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" اگر فرشتے کسی سے مصافحہ کرتے ہیں تو غازی سے جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والوں سے اور بیت اللہ الحرام کا طواف کرنیوالے سے مصافحہ کرتے ہیں۔

آثار (۱) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب

کبھی مکہ تشریف لاتے تو مکہ میں سب سے بہتر کام طواف بیت اللہ کو خیال فرماتے۔"

۲۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "جس شخص نے طواف کیا اور پھر (مقام) ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھی (تو اس کا یہ عمل) سابقہ بُرے کاموں کا کفارہ ہو گیا۔"

۳۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ "روزانہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے ابدال میں سے ایک شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور روزانہ رات گزرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اوتاد میں سے ایک شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے جس روز ان لوگوں کے طواف کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا بیت اللہ کو زمین سے اُٹھا لیا جائے گا۔

۴۔ محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن طارق کو طواف کرتے دیکھا وہ جوتہ پہنے ہوئے تھے اور جب ہجوم میں سے گزرتے تھے تو لوگ ان کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے لوگوں نے ان کے طواف کا اندازہ لگایا تو ظاہر ہوا کہ وہ رات دن میں بقدر دس فرسخ کے روزانہ طواف کرتے ہیں۔

بیت اللہ کیطرف دیکھنے کا ثواب

بیت اللہ کی طرف دیکھنا بھی موجبِ اجرِ عظیم ہے چنانچہ اس کے

متعلق چند حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت حسن بصریؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قبلہ کے سامنے محض خدا اور اُس کے رسول کی خوشنودی اور بیت اللہ کی تعظیم کے خیال سے ایک ساعت بیٹھے اس کو اس کا اتنا اجر ملے گا گویا اس نے حج و عمرہ کیا یا کاروان سرائے قائم کی۔ اور خداوند تعالےٰ کی نظر سب سے پہلے اہل حرم پر پڑتی ہے پس جس شخص کو وہ حرم کے اندر نماز پڑھتے دیکھتا ہے اس کو بخش دیتا ہے جس کو قیام کی حالت میں دیکھتا ہے اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جس کو قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرمادیتا ہے

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "خداوند تعالےٰ رات دن میں بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں پر چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس کعبہ کو دیکھنے والوں پر"

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص نے محض خوشنودی خدا اور تقویۃ ایمان کے لئے بیت اللہ کی طرف دیکھا اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور قیامت کے دن اس کا حشر ایمان داروں میں ہوگا۔

ان مقامات کا بیان جہاں حضورؐ نے نماز پڑھی

کعبہ کے اطراف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن مقامات پر نماز پڑھی ہے ان میں سے اُن چند مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا ثبوت مستند ذرائع سے ملتاہے۔

۱۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں دیگر ارکان حج سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت فرمائی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پھر آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھکر دو رکعت نماز پڑھی۔

۲۔ حجر اسود کے مقابل مطاف کے کنارہ کے قریب جیسا کہ نسائی میں مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

۳۔ رکن شامی کے قریب اس زمین پر جو حجر سے ملی ہوئی ہے (حدیث عبداللہ بن السائب درسنن ابوداؤد۔

۴۔ باب کعبہ کے قریب (تاریخ ازرقی)

۵۔ اس رکن کے مقابل جو مغربی سمت میں حطیم سے ملا ہوا ہے کسی قدر مغربی سمت میں کہ مسجد حرام کا باب العمرہ پشت پر تھا (مسند احمد وسنن ابوداؤد)

۶۔ کعبہ کے سامنے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا "یہ تمہارا قبلہ ہے۔"

۷۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان (اس مقام کا ذکر ابن اسحاق نے اپنی کتاب میں کیا ہے)

۸۔ حطیم میں۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اور حضور کی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچنا شروع کیا جس سے آپ کا دم گھٹنے لگا معاً حضرت ابو بکر رض تشریف لائے اور عقبہ کے شانوں کو پکڑ کر دھکیل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ہاتھوں سے بچایا اور فرمایا "کیا تم ایک ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے۔ کہ میرا رب اللہ ہے۔"

محب طبری کہتے ہیں کہ ممکن ہے حضور ؐ نے میزاب کے نیچے نماز پڑھی ہو۔

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا ہے کہ "اخیار کی جگہ پر نماز پڑھو اور ابرار کی شراب پیو۔" پوچھا گیا اخیار کے نماز پڑھنے کی کونسی جگہ ہے اور ابرار کی شراب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میزاب کے نیچے کی جگہ اور آب زمزم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیار کے سردار ہیں۔"

حطیم کے فضائل

۱۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہوکر نماز پڑھنے کو بہت پسند کرتی تھی (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھکو حطیم کے اندر داخل کرکے فرمایا "تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہوکر نماز پڑھو یہ حصّہ بھی بیت اللہ میں داخل ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حجر یا حطیم کا سارا حصّہ بیت اللہ میں شامل ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت بھی کیا تھا کہ کیا حطیم بیت اللہ میں سے ہے آپ نے فرمایا ہاں" لیکن صحیح یہ ہے کہ حطیم کا صرف چھ یا سات گز کا حصّہ بیت اللہ میں شامل ہے چنانچہ حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ "اگر عہد جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں حطیم میں سے چھ گز کا وہ ٹکڑا جس کو سرمایہ کم ہو جانے کی وجہ سے قریش نے چھوڑ دیا تھا بیت اللہ میں شامل کر دیتا۔"

ایک اور حدیث میں چھ گز زمین کے بجائے سات گز کے ٹکڑے کا ذکر ہے۔ بہرنوع احادیث سے ثابت ہے کہ حطیم کا چھ یا سات گز کا

حصہ بیت اللہ کا جزء ہے۔"

۲۔ روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان ایک روز کہیں سے تشریف لائے اور اپنے دوستوں سے فرمایا "کیا تم مجھ سے یہ دریافت نہ کرو گے کہ میں اسوقت کہاں سے آ رہا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "میں جنت کے دروازہ پر کھڑا تھا۔" بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میزاب کے نیچے کھڑے خداوند تعالےٰ سے دعا کر رہے تھے۔"

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دعا کرے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی۔

۴۔ بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ میں جائے اور سو مرتبہ کسی کام کے لئے دعا کرے خداوند تعالےٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

حِجر یا حطیم نہایت مقدس جگہ ہے جس میں حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ انتقال کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتیس ۱۳۷ سال کی تھی۔

حطیم ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جس کا عرض و طول کعبہ کی اس دیوار سے جس میں میزاب لگا ہوا ہے سامنے والی دیوار حطیم تک پندرہ گز اور دونوں دروازوں کے درمیان سترہ گز ہے حطیم گویا کعبہ کا ایک صحن ہے

جس کے اندر پتھر کا فرش ہے اور قوس نما ایک دیوار جو نصف دائرہ کی شکل میں ہے اس کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حطیم کے اندر جتنا حصہ بیت اللہ کا شامل ہے یعنی چھ یا سات گز وہ بیت اللہ ہی کا حکم رکھتا ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

مکہ معظمہ کے فضائل

مکہ معظمہ کے فضائل میں بہت سی آیتیں اور احادیث و آثار پائے جاتے ہیں جن میں سے چند یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

آیات - خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔

۱- رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا۔ اے رب اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ بنا۔
(سورہ بقرہ رکوع ۱۵)

علامہ نسفی نے لکھا ہے کہ آمن سے مراد اس آیت میں امن والی جگہ ہے یا اس شخص کا مامون ہونا ہے جو وہاں رہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اس شہر یا اس جگہ کو با امن شہر اور با امن جگہ بنا۔

۲- رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا۔ اے اللہ اس شہر کو جائے امن بنا۔
(سورہ ابراہیم)

۳- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً اور اللہ نے مثال سنائی کہ ایک گاؤں (یعنی مکہ) امن چین میں تھا۔

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ خدا نے مکہ کو دوسرے شہروں کے لئے مثال بنایا یعنی باوجود اس امر کے کہ اس شہر میں بیت اللہ تھا اور مسجد حرام کی عمارت لیکن جب اس کے باشندوں نے خدا کی نافرمانی کی تو انکو قحط کے عذاب میں مبتلا کیا گیا جب اس شہر کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا تو دوسرے شہروں کا تو ذکر کیا ہے۔

۵- اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا — مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کو پوجوں جس نے اسکو حرمت دی ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ اس آیت میں خداوند تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر حکم دیتا ہے کہ اے محمدؐ تم اس طرح کہو کہ مجھکو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس اللہ کو اپنی عبادت اور توحید کے لئے مخصوص کروں جو اس شہر (یعنی مکہ مشرفہ) کا رب ہے۔

آیت میں مکہ کا رب ہونا بیان کیا گیا ہے حالانکہ خدا ساری کائنات کا رب ہے۔ اس تخصیص کی وجہ صرف یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کے نزدیک مکہ سب سے بہتر اور پسندیدہ شہر ہے اس لئے کہ اس میں بیت اللہ ہے اور پھر وہ وحی الٰہی کے نزول کی جگہ ہے۔

احادیث ۱- حضرت رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ زمین پر سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین شہر مکہ ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مکہ میں وفات پائے اس نے گویا آسمانِ دنیا میں وفات پائی۔

۳۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکہ میں جو شخص ایک روز بیمار رہے اس کے بدلہ میں اتنا عمل صالح اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے گویا اس نے مکہ کے سوا کسی دوسرے شہر میں ساٹھ سال عبادت کی ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ" مکہ میں قیام کرنا موجب سعادت ہے اور مکہ سے نکلنا موجب شقاوت ہے"

دوسرے شہروں سے مکہ کیوں بہتر ہے

علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مکہ و مدینہ شرف و عظمت کے اعتبار سے دنیا کے تمام مقامات سے بہتر ہیں۔ اور ان کے بعد بیت المقدس کا درجہ ہے پھر جمہور علماء و ائمہ کا خیال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینۂ منورہ سے افضل ہے اس لئے کہ انبیاء و رسل میں سے تمام مشہور و مقتدر اشخاص مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے یا یہاں آکر انھوں نے تبلیغ و ہدایت کا کام شروع کیا منجملہ ان کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان دونوں پیغمبروں کیلئے

خداوند تعالیٰ نے بہترین شہر (مکہ) کو انتخاب کیا اور پھر اس شہر کو اپنی مخلوق کے لئے عبادت و نسک کی جگہ قرار دیا اور حکم دیا کہ مسلمان دور و دراز مقامات سے مکہ میں آئیں خضوع و خشوع سے اپنے آپکو ذلیل و خوار سمجھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اور دنیاوی لباس اور زیب و زینت سے بیگانہ ہو کر دو چادروں میں لپیٹے ہوئے احرام کی حالت میں داخل ہوں احرام کیا ہے عاشقان رب بیت اللہ کا خالص لباس دیوانگی کی برہنگی اور یہ لباس صرف اس لئے وضع کیا گیا ہے تاکہ دنیاوی بادشاہوں اور خداوند بزرگ و برتر کے درباروں کی شان میں امتیاز و فرق پیدا ہو جائے۔ دنیا کے بادشاہوں کے درباروں میں لوگ لباس فاخرہ زیب تن کر کے جاتے ہیں اور معمولی لباس دربار کی توہین سمجھا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے دربار میں داخل ہونیوالوں کا لباس بے مایہ فقیروں۔ دنیا و مافیہا سے بیگانہ دیوانوں کا سا لباس مقرر کیا ہے پھر دنیا کے بادشاہوں کی خدمت میں جو چیز ہدیہ میں پیش کی جائے اگر وہ ایسی نایاب اور قیمتی ہو جو ان کے خزانوں میں موجود نہ ہو تو اس ہدیہ کی غیر معمولی قدر ہوتی ہے لیکن خدا کے خزانوں میں سب کچھ موجود ہے وہاں کیا پیش کیا جا سکتا ہے ہاں صرف ایک چیز اور وہ چیز ایسی ہے جو اس کے خزانوں میں موجود نہیں وہ کیا ہے فقر اور

بے مائیگی اس لئے عاشقان رب البیت فقیر بنکر آتے ہیں اور اپنی فقیرانہ صورت کو ذریعہ رحمت خداوندی بناتے ہیں۔

ابو سلمہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عدی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلعم کو اونٹ پر سوار مقام حزورہ میں کھڑے دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم! اے زمین مکہ تو خدا کی زمین میں سے سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے اور اگر مجھکو یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں یہاں سے نہ نکلتا۔

حرم اور مسجد حرام کی حرمت و فضیلت کا بیان

حرم مکہ جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں آیا ہے۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کیا ہم نے انکو امن کے مکان میں جگہ نہیں دی

حرم وہ علاقہ ہے جو مکہ کو چاروں طرف سے محیط ہے خداوند تعالےٰ نے اس محدود علاقہ کو بھی فضیلت میں مکہ کے برابر ہی قرار دیا ہے اب رہا یہ کہ اس محدود علاقہ ہی کو حرم کیوں قرار دیا گیا اس کے متعلق چند اقوال ہیں۔

۱۔ بعض کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر آئے تو باشندگان زمین سے اُن کے دل میں خوف پیدا ہوا

اُس وقت زمین پر صرف جن اور شیاطین کی آبادی تھی خداوند تعالیٰ نے
انکی حفاظت و نگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا یہ فرشتے اُن مقامات پر
کھڑے ہو گئے جہاں آجکل حدود حرم کے نشان لگے ہوئے ہیں پس اس
سارے علاقہ کو جو فرشتوں اور آدم علیہ السلام کے درمیان تھا حرم بنا دیا گیا
۲۔ بعض کہتے ہیں کہ کعبہ کی تعمیر کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ نے حجر اسود
کو کعبہ میں نصب کیا تو اُس کی چمک سے دائیں بائیں اور شرق و
غرب میں روشنی ہو گئی خداوند تعالےٰ نے اس سارے علاقہ کو جہاں
تک حجر اسود کی روشنی پہنچی تھی حرم قرار دیدیا۔
۳۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے جس وقت بیت اللہ کو آدم علیہ السلام
کی طرف اُتارا ہے اس وقت وہ سُرخ یاقوت کا تھا اس سے شعلے نکل رہے
تھے اور اس میں شرقی و غربی سمتوں میں دو دروازے تھے اس کی روشنی
سے شرق و غرب روشن ہو گئے ساکنان ارض نے اس چمک کو دیکھا تو
گھبرا گئے اور فضائے آسمانی میں چاروں طرف دیکھنے لگے جب انہوں نے
روشنی کا مرکز مکہ کو پایا تو اُدھر روانہ ہوئے خداوند تعالےٰ نے فرشتوں کو
روانہ کیا اور وہ حدود حرم پر کھڑے ہو گئے اور ان کو آگے بڑھنے سے
روکدیا اور اسی وقت سے اس علاقہ کا نام حرم ہو گیا۔

حرم کے فضائل و خصائص

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام حرم میں پیدل اور ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ "قوم ثمود نے جب اپنے پیغمبر حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے تو ایک چیخ کی صورت میں عذاب الٰہی نازل ہوا اور اس چیخ سے سارے لوگ مر گئے۔ صرف ایک شخص بچا وہ اس وقت حرم کے اندر تھا حرم نے اس کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھا۔" لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون تھا آپ نے فرمایا "اس کا نام ابو رغال تھا جو قبیلۂ ثقیف کا جد امجد ہے۔ پھر جب وہ حرم سے باہر نکلا تو اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اس کی قوم کا ہوا تھا۔

شیخ ابو عمرو الزجاجی مشہور شیخ صوفیہ سے منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک مکہ میں اقامت پذیر رہے لیکن اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی انھوں نے حرم کے اندر بول و براز نہیں کیا۔

حرم کے آداب و خصائص بیشمار ہیں جنمیں سے چند ضروری درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حرم کے اندر بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ احرام واجب ہے یا مستحب اس میں ائمہ کا اختلاف ہے ہمارے حنفی مذہب میں

حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام واجب ہے۔
۲۔ حرم کے اندر کسی جانور کا شکار کرنا تمام لوگوں کے لئے ممنوع ہے خواہ وہ حرم کے باشندے ہوں یا غیر حرم کے اور خواہ وہ محرم ہوں یا غیر محرم
۳۔ حرم کے درخت اور گھاس کا کاٹنا بھی ممنوع ہے۔
۴۔ غیر مسلم کا حرم کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے خواہ وہ حرم میں اقامت کی غرض سے داخل ہو خواہ حرم کے اندر سے راستہ طے کر کے باہر جانا چاہے
۵۔ حرم کے اندر کسی کی گری پڑی چیز کا سوائے اس کے مالک کے کسی دوسرے کو اٹھانا ممنوع ہے۔
۶۔ حرم کے اندر مشرک کی نعش کو دفن کرنا حرام ہے اگر کسی نے دفن کر دیا تو جب تک اس کے پھٹ جانے کا یقین نہ ہو قبر سے اس کا نکال لینا اور حرم سے باہر لے جانا ضروری ہے۔
۷۔ حرم کے پتھروں اور مٹی کا حرم کے باہر لیجانا ممنوع ہے۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کا تھوڑی یا زیادہ مقدار میں لیجانا دونوں طرح ممنوع ہے ہمارے (حنفی) مذہب میں اتنی تھوڑی مقدار ممنوع نہیں جس سے حرم کی کسی چیز کو نقصان نہ پہنچے یعنی معمولی مقدار میں تبرکاً لیجانا جائز ہے
۸۔ اگر کسی شخص نے مکہ یا کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا ہو تو اسکو حج یا عمرہ کی بت سے مکہ مکرمہ جانا ضروری ہے برخلاف دوسری مساجد کے کہ

وہاں جانے کی نذر ماننے سے جانا ضروری نہیں ہے البتہ مسجد نبوی اور مسجد اقصٰی جانے کی نذر میں بعض علماء کے نزدیک نذر پوری کرنا اور وہاں جانا بھی ضروری ہے۔

۹۔ حرم میں ہر قسم کی عبادت کا ثواب دوگنا ملتا ہے اور اسی طرح بعض علماء کے نزدیک گناہوں کا بار گناہ کرنے والے کی گردن پر دوگنا ہوتا ہے

۱۰۔ حرم میں مقیم شخص کو حرم کے اندر ہی سے حج کا احرام باندھنا چاہئے حرم کے باہر سے احرام باندھنا اس کے لئے ممنوع ہے۔

۱۱۔ اسلامی دنیا کی کسی ایک جماعت پر فرض ہے کہ وہ فریضۂ حج کو ہر سال ادا کرے یعنی کوئی سال ایسا نہ گزرے کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت حج کے لئے کعبہ میں حاضر نہ ہو۔

۱۲۔ اگر حرم کے باشندوں کی کوئی جماعت باغی ہو جائے تو علماء کے نزدیک حرم کے اندر اس سے مقاتلہ ممنوع ہے البتہ اسپر دباؤ ڈالکر اطاعت میں لایا جاسکتا ہے امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ اگر کفار حرم کے اندر پناہ گزیں ہو جائیں تو ان سے بھی مقاتلہ ناجائز ہے لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ خداوند تعالےٰ کے حق کو پیش نظر رکھ کر کفار اور باغیوں سے مقاتلہ جائز ہے۔

۱۳۔ حرم کے پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا حرمت کے خلاف ہے۔

اس لئے بہتر یہ ہے کہ حرم کے پتھر استنجا میں استعمال نہ کرے۔
۱۴۔ بلا ضرورت حرم میں اسلحہ باندھنا خلاف ادب ہے
۱۵۔ طواف وداع کے بعد مکہ میں تین روز سے زیادہ ٹھیرنا خلاف ادب ہے
۱۶۔ طاعون اور دجال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوں گے جیساکہ احادیث میں آیا ہے بعض علماء کا بیان ہے کہ طاعون سے مراد عالمگیر طاعون ہے۔

اہل مکہ کے فضل و احترام کا بیان

اہل مکہ کے فضائل میں بیشمار احادیث پائی جاتی ہیں جنمیں سے چند حدیثیں ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکہ کا مقبرہ بہترین مقبرہ ہے۔

۲۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مقبرہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ خداوند تعالے اس مقام سے ستر ہزار لوگوں کو اٹھائے گا جو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا یہ ارشاد مبارک سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا غرباء۔ غرباء سے مراد غریب الوطن ہیں چونکہ وہ حرم میں

مدفون ہیں اسلئے وہ اہل حرم میں شمار کئے جائیں گے ۔
۳۔ حضرت سرور کائنات ؐ سے مروی ہے کہ آپ نے خداوند تعالےٰ سے اہل بقیع (قبرستان بقیع کے مدفون) کے انجام کی نسبت دریافت فرمایا خداوند تعالےٰ نے فرمایا اے محمد تم نے مجھ سے اپنے ہمسایوں کے لئے دریافت کیا میرے ہمسایوں کی نسبت نہ پوچھا (کہ انکا کیا انجام ہوگا) مطلب یہ ہو کہ قبرستان مدینہ کے مدفون کے لئے جب جنت ہے تو اہل مکہ کے لئے کچھ اس سے زیادہ ہی ہوگا وہ تو خدا کے ہمسایہ ہیں ۔
۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید کو (مکہ کا) حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا " تم جانتے ہو کہ میں کن لوگوں پر تم کو حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں میں اہل اللہ پر تمکو حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ۔

چاہ زمزم کا بیان

چاہ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو شام سے لیکر مکہ آئے اسوقت حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر بہت چھوٹی تھی یعنی وہ دودھ پیتے بچے تھے حضرت ابراہیمؑ نے دونوں کو ایک بڑے درخت کے نیچے لاکر اُتار دیا پانی کی ایک مشک اور کھجوروں کی

ایک تھیلی جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے ان کے پاس رکھدی اس زمانہ میں نہ تو مکہ کی زمین پر کوئی آدمی بستا تھا اور نہ وہاں پانی تھا۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اس جگہ چھوڑکر شام کی جانب روانہ ہوئے حضرت ہاجرہ نے اُن کو جاتے دیکھا تو کہا "ابراہیم ہمکو ایک ایسی وادی میں۔۔ جہاں کوئی انیس اور ہمدرد نہیں چھوڑکر کہاں چلے۔ حضرت ہاجرہ نے کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے لیکن حضرت ابراہیم نے انکی طرف توجہ نہ کی حضرت ہاجرہ اُٹھیں اور ان کے پیچھے روانہ ہوئیں اور پوچھا" ابراہیم! کیا خداوند تعالےٰ نے تمکو اس کا حکم دیا ہے۔" حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: ہاں میرا یہ فعل خدا کے حکم سے ہے۔" حضرت ہاجرہ نے کہا" تب تو خداوند تعالےٰ ہم کو ضائع نہ کرے گا" یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ واپس چلی آئیں اور حضرت ابراہیمؑ شام کی طرف روانہ ہوگئے تھوڑی دور پہنچکر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ اُنکی بیوی ہاجرہ اور بچہ اسمٰعیلؑ نظروں سے غائب ہو گئے تو وہ کھڑے ہوگئے کعبہ کی جانب رُخ کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ	اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد
بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ	میں سے بعض کو تیرے حرمت والے
بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا	گھر کے پاس لبایا ہے جہاں کھیتی نہیں

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ

اے ہمارے رب یہ میں نے اسلئے کیا تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ تو ایسا کر کہ لوگوں میں سے بعض کے دل انکی طرف مائل ہوں اور انہیں میوؤں سے روزی دے شاید وہ شکر کریں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ شام کو تشریف لے گئے۔ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیمؑ کے چلے جانے کے بعد درخت کے نیچے رہنے لگیں خود کھجوریں کھاتیں اور پانی پیتیں اور بچہ کو دودھ پلاتیں یہانتک کہ پانی ختم ہو گیا اور پیاس سے انکی اور ان کے بچہ کی بُری حالت ہو گئی۔ جب بچہ پیاس سے تڑپنے لگا اور بل کھانے لگا تو حضرت ہاجرہ نے بچہ کے سامنے سے ٹل جانا مناسب سمجھا تاکہ اسکی بے چینی اور اضطراب یا دم توڑنے کی حالت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں چنانچہ وہ قریب کی پہاڑی پر چلی گئیں جس کا نام صفا تھا اور پہاڑ پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا پھر وادی میں اُتریں اور تیزی سے وادی کو طے کر کے مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور ہر طرف نظر دوڑا کر دیکھا لیکن کوئی نظر نہیں آیا اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ آئی گئیں ان کا یہ فعل خدا کو پسند آیا اور حج کے ارکان میں سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

آخری مرتبہ جب وہ مروہ پہاڑ پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھیں وادی میں کوئی شخص نہ تھا کہ یکایک آواز سنائی دی آپ نے آواز پر کان لگا دیئے تھوڑی دیر بعد پھر آواز سنائی دی اور آپ نے کہا "میں نے آواز کو سن لیا ہے اگر کوئی مددگار ہو تو مدد کو آئے"۔ معاً آپ نے ایک فرشتہ (حضرت جبرئیل) کو چاہ زمزم کے مقام پر دیکھا کہ اس نے زمین پر پیر مارے اور زمین سے پانی اُبلنے لگا یہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ پانی کی طرف دوڑیں اور اس خوف سے کہ پانی بہ کر ضائع نہ ہو جائے چشمہ کے چاروں طرف مٹی لگا دی پھر دونوں ہاتھوں کا چلّو بنا کر اس سے مشک میں پانی بھر لیا آپ ادھر چلّو سے پانی اُٹھاتی تھیں اور اُدھر چشمہ سے پانی برابر نکل رہا تھا۔ جب مشک بھر چکیں تو اپنے بچے کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ حضرت جبرئیل نے آپکو مخاطب کر کے فرمایا ہاجرہ ہلاکت کا خوف مت کرو اس مقام پر خدا کا گھر ہے جس کو یہ لڑکا (اسمٰعیلؑ) اور اس کا باپ (حضرت ابراہیمؑ) اپنے ہاتھوں سے تعمیر کرینگے اور خدا اس بچہ کے اہل کو ضائع نہ کرے گا۔

اس کے بعد حضرت ہاجرہ نے زمزم کے قریب مستقل سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ قبیلۂ جرہم کا قافلہ شام جاتا ہوا ادھر سے گذرا اور دیکھا کہ جبل ابو قبیس کے اطراف میں پرندے پرواز کر رہے ہیں

ان پرندوں کو دیکھ کر قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ یہاں قریب ہی پانی ہوگا کیونکہ یہ پرندے پانی کے قریب ہی پرواز کرتے ہیں۔ اس زمانے میں سب کو معلوم تھا کہ یہ جگہ پانی سے خالی ہے اس لئے سب کو تعجب ہوا آخر انھوں نے ایک آدمی کو تحقیق کے لئے روانہ کیا۔ اور وہ تلاش کرتے کرتے پانی پر پہنچ گیا اور قافلہ کو جاکر خبر دی قافلہ وہاں سے چلکر زمزم کے پاس آیا اور حضرت ہاجرہ سے جو زمزم کے قریب مسکن گزیں تھیں عرض کیا کہ "کیا آپ ہم کو یہاں قیام کی اجازت دسکتی ہیں" حضرت ہاجرہ نے فرمایا "ہاں تم یہاں ٹھیر سکتے ہو لیکن اس چشمہ پر ملکیت کا کوئی حق تم کو حاصل نہ ہوگا" قافلہ نے اس بات کو قبول کیا اور وہاں قیام اختیار کیا کچھ دنوں بعد ان لوگوں نے اپنے اہل و عیال کو بھی بلالیا اور مکان بنالئے مکہ معظمہ کی یہی پہلی آبادی تھی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت اسمٰعیلؑ جوان ہوگئے اور عربی زبان سیکھ لی آپ کی مادری زبان عبرانی تھی۔ اور قافلہ کے لوگوں کی زبان عربی چونکہ حضرت اسمٰعیل انہیں لوگوں میں رہتے تھے اس لئے عربی زبان وہ جلد سیکھ گئے۔

حضرت اسمٰعیل کے جوان ہوجانے پر قبیلہ کے لوگوں نے اپنی ایک لڑکی کی شادی اُن سے کردی۔ بیٹے کی شادی کے بعد حضرت

ہاجرہ نے نوّے سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور مقام حجر میں دفن کی گئیں

چاہ زمزم عرصہ تک اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ قبیلۂ جرہم جب مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر جانے لگا تو اُس نے قریش کے مشہور بتوں "الیساف" اور "نائلہ" کے درمیان زمزم کو بند کر دیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانی کی رو یا سیل نے زمزم کو بند کر کے اس کا نام و نشان مٹا دیا عرصہ تک یہی حالت رہی آخر عبدالمطلب نے تحقیق کر کے زمزم کی جگہ کو معلوم کیا اور دوبارہ اسکو کھود کر تعمیر کیا۔ عبدالمطلب نے اپنی عمر میں دو بڑے کام کئے تھے ایک تو اصحاب فیل کو تباہ کرنا اور دوسرا چاہ زمزم کو کھودنا۔

آب زمزم کی برکت و فضیلت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص بیت اللہ کا طواف (سات پھیرے) کرے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیئے اس کے تمام گناہ بخشدیئے جاتے ہیں خواہ کتنے ہی ہوں۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ چاہ زمزم پر تشریف لائے لوگوں نے ڈول میں بھر کر پانی آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے ڈول سے پانی پیا پھر ڈول کے بچے ہوئے پانی میں سے کلّی فرمائی اور اس کے بعد

پانی کو کنویں کے اندر ڈال دیا بعض راویوں کا بیان ہے کہ کنویں سے کھینچکر عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا تھا۔
۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمزم کا پانی ہر غرض کیلئے ہے یعنی جس مطلب سے اسکو پیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔
۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو کوئی تحفہ یا ہدیہ دینا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ زمزم کا پانی پلائے۔
(۵) یمن کے مشہور عالم ابو بکر عمر الشینی کو استسقا ہو گیا تھا۔ جب مرض نے شدت اختیار کی اور تکلیف بڑھ گئی تو وہ طبیب کے پاس گئے طبیب نے ان کو دیکھ کر منہ پھیر لیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ "یہ شخص تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا" آپ یہ سُنکر بہت دل گرفتہ ہوئے اور معًا قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شفا کی نیت سے زمزم کا پانی استعمال کیا جائے چنانچہ آپ چاہ زمزم پر پہنچے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا پانی پیتے ہی پیٹ میں انقطاع شروع ہوا اور خوب دست آنے شروع ہوتے ہی آپ نے اور پانی پیا یہاں تک کہ تمام مواد صاف ہو گیا اور بالکل شفا ہو گئی
۶۔ قاضی جمال بن عبداللہ ظہیر مشہور شافعی عالم اپنی کتاب جواہر مکنونہ میں لکھتے ہیں کہ چاہ زمزم کے قریب دعا قبول ہوتی ہے یعنی چاہ زمزم اُن مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

آب زمزم کے خواص

علماء نے آب زمزم کے یہ خواص لکھے ہیں ۔

۱۔ بخار کو دفع کر دیتا ہے حدیث میں بھی آیا ہے آب زمزم بخار کو ٹھنڈا کر دیتا ہے

۲۔ درد سر کے لئے نافع ہے اور فوراً درد کو دور کرتا ہے ۔

۳۔ آب زمزم دُنیا بھر کے پانیوں سے زیادہ ہلکا اور زیادہ وزنی ہے

۴۔ آب زمزم کو دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے ۔

۵۔ فاکہی سے منقول ہے کہ مکہ کا ایک سن رسیدہ شخص بلاد روم میں پکڑا گیا اور قیدی بنا لیا گیا بادشاہ نے اس سے پوچھا کیا تو ہزمہ جبریل سے واقف ہے قیدی نے کہا ہاں ۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تو برہ کو جانتا ہے قیدی نے کہا ہاں آجکل اُسے زمزم کہتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص زمزم کے پانی کے تین چلو سر پر ڈال لیگا وہ کبھی ذلیل نہ ہوگا (اس کی تائید آنحضرت صلعم کے قول سے بھی ہوتی ہے)

۶۔ شیخ دوصی مغربی نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے پانی نقصان یا تکلیف پہنچاتا ہو وہ پانی کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہدے " اے پانی زمزم کا پانی تجھے سلام کہتا ہے پھر وہ پانی ضرر نہ پہنچائے گا ۔

۷۔ قلب کو قوت دیتا ہے اور اضطراب و خوف کو دور کرتا ہے چنانچہ حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو آب زمزم سے دھونے میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ آپ کا دل فرشتوں اور غیر محسوس اشیاء و اشخاص کو دیکھ کر مرعوب نہ ہو۔

آب زمزم پینے کے آداب

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص زمزم کو پینے کا ارادہ کرے اس کو چاہیے کہ وہ پانی کے برتن کو داہنے ہاتھ میں لے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ مِنْ نَبِیِّکَ صلعم — اے اللہ تیرے نبی صلعم سے مجھکو یہ بات پہنچی ہے
اَنَّہٗ قَالَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ — کہ زمزم کا پانی ہر اس غرض کیلئے ہے جس کیلئے
لَہٗ اَللّٰھُمَّ اَشْرِبُہٗ لِکَذَا — اسکو پیا جائے اے اللہ میں اسکو اس غرض سے پیتا ہوں

اتنا پڑھ کر اپنی غرض کو بیان کرے اور پھر تین سانس میں پانی کو پیئے اور تینوں سانس کے بعد بسم اللہ کہے اور جب پانی پی چکے تو خدا کی حمد بیان کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی زمزم کا پانی پیئے تو یہ دعا کرے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا — اے اللہ میں تجھ سے علم نافع رزق واسع اور
وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ — ہر مرض سے شفا کا طالب ہوں

مشہور محدث حاکم کہتے ہیں کہ اس دعا میں یہ الفاظ بھی شامل کرلئے جائیں تو بہتر ہے

وَقَلْبًا خَاشِعًا وَذُرِّيَّةً طَيِّبَةً — اور قلب خاشع اور اچھی اولاد عطا فرما۔

مکہ مکرمہ کی مساجد کا بیان

مکہ مکرمہ کے اندر اور اطراف میں بیشمار مساجد ہیں جنکا مورخین نے ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر مساجد کا اب نام و نشان نہیں۔ بعض مشہور مساجد کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مسجد خیف۔ منیٰ میں یہ مسجد مشہور ہے۔ اسکی عظمت و فضیلت میں کثرت سے احادیث اور آثار وارد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے جنمیں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ مسجد خیف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ نماز پڑھی تھی اس کی نسبت ازرقی نے لکھا ہے کہ منارہ مسجد کے سامنے جو پتھر نصب ہیں اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ منارہ سے مراد وہ چھوٹا منارہ ہے جو وسط مسجد میں قبہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے اور قبہ کے اندر جو محراب ہے وہ وہی جگہ ہے جسکو پتھروں کی

جگہ کہا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔
مسجد الضّب۔ مسجد خیف کے اوپر پہاڑی کی ایک گھاٹی میں یہ مسجد واقع ہے ازرقی کا بیان ہے کہ اس مسجد کے اندر ایک غار ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے چنانچہ ابن جبیر سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں سایہ کی غرض سے تشریف فرما ہوئے تو سر مبارک پتھر سے مس ہوا چنانچہ پتھر نرم ہو گیا اور آپ کے سر مبارک کے دور کے موافق اس میں نشان ہو گیا۔

اِس غار کو غار مرسلات بھی کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ منیٰ کے ایک غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ سورۂ والمرسلات نازل ہوئی حضور اقدسؐ اسکی تلاوت فرما رہے تھے اور میں آپکے الفاظ کی تکرار کر رہا تھا اور آپ کا دہن مبارک ان الفاظ سے حلاوت حاصل کر رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ نے ہمپر حملہ کرنا چاہا۔ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا" اسکو مار ڈالو" ہم نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گیا۔ اسپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" وہ تمہاری شر سے محفوظ رہا۔ جیسا کہ تم اس کی شر سے محفوظ رہے"۔

مسجد نحر۔ یہ مسجد بھی منیٰ کے اندر جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے درمیان عرفات کے راستہ پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ عیدالاضحی کی نماز پڑھی اور پھر اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا
مسجد بعیت۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کی موجودگی میں انصار سے بعیت لی تھی۔ یہ مسجد عقبٰی کے قریب مکہ مکرمہ کی جانب ہی۔
مسجد جعرّانہ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فتح مکہ کے بعد طائف سے واپسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مقام احرام کی نسبت واقدی اور ازرقی کا بیان ہے کہ وہ وہ جگہ ہے جو وادی کی پشت پر عدوۂ قصوی کے قریب ہے جہاں ایک پتھر بھی نصب ہی۔ مؤرخ جندی نے یوسف بن مالک سے روایت کیا ہے کہ مقام جعرانہ سے تین سو نبیوں نے احرام باندھا ہے۔ فاکھی کہتے ہیں۔ کہ جعرّانہ کے اطراف میں کسی جگہ نہایت شیریں پانی ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر نیزہ نصب فرمایا تھا جس سے یہ پانی جاری ہوا۔
مسجد فتح۔ یہ مسجد وادی مہر کے قریب واقع ہے۔ کہا جاتا ہی کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر نماز پڑھی ہے۔

مسجد تنعیم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت عائشہ رضہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

مکہ مکرمہ اور حرم کے پہاڑوں کا بیان

مکہ مکرمہ اور حرم محترم میں متعدد پہاڑ ہیں جن کا اجمالی حال بیان کیا جاتا ہے

جبل ابو قبیس۔ مشہور پہاڑ ہے۔ وہب بن منبہ رضہ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر جبل ابو قبیس کے اس غار میں ہے جس کو "غار کنز" کہتے ہیں۔ طوفان کے زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام نے قبر سے نعش کو نکال لیا تھا اور تابوت میں رکھ کر اپنی کشتی پر لے گئے تھے پھر جب طوفان فرو ہو گیا تو آپ نے دوبارہ نعش کو غار میں دفن کر دیا۔ واللہ اعلم۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مسجد خیف میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپکی قبر بیت المقدس میں ہے اور بعض ہندوستان میں بتلاتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے حافظ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت حوا اور حضرت شیث علیہم السلام کی قبریں جبل ابو قبیس میں ہیں۔

جبل ابو قبیس کے فضائل

۱۔ ایام جاہلیت میں جبل ابو قبیس کو "امین" کہا جاتا تھا اس لئے کہ

طوفان کے زمانہ میں حجر اسود کو اس میں امانت کے طور پر رکھا گیا تھا۔
۲۔ حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت مجاہد رحؒ سے روایت ہے کہ جبل ابو قبیس دنیا میں سب سے پہلا پہاڑ ہے جو زمین کے اوپر نظر آیا۔
۳۔ فاکہی کا بیان ہے کہ جبل ابو قبیس میں جو دعا کیجاتی ہے قبول ہوتی ہے۔
۴۔ معجزہ شق القمر اسی پہاڑ پر ہوا تھا۔
۵۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ جبل ابو قبیس مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں سے افضل ہے اس لئے کہ بیت اللہ سے قریب تر پہاڑ یہی ہے۔

جبل خندمہ ۔ مشہور بلند پہاڑ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پہاڑ کے اندر ستّر نبیوں کی قبریں ہیں۔

جبل حرا ۔ مشہور پہاڑ ہے جس کا دوسرا نام جبل نور ہے۔ اس پہاڑ کے غار میں جو بلندی پر واقع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتوں عبادت کی ہے۔ حضور اکرم ہر سال ایک مہینہ کے لئے تشریف لاتے اور اس غار میں عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں آپ کو رسالت اور نبوت سے سرفراز فرمایا گیا

جبل ثور ۔ یہ پہاڑ زیریں مکہ دو یا تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے بلندی تقریباً ایک میل ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے ہجرت کے وقت مشرکین مکہ کے خوف سے پناہ لی تھی اور جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے" ثانی اثنین اذ ہما فی الغار"

جبل نور کے غار میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رض تشریف فرما ہوئے تو مکڑی نے اس کے منہ پر جالا تن دیا تھا اور کفار مکہ جالا دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ اس غار میں دو دروازے ہیں پہلے ایک دروازہ کشادہ اور دوسرا تنگ تھا پھر اس تنگ دروازے کو بھی کشادہ کر دیا گیا تاکہ اندر داخل ہونے اور باہر آنے میں دشواری نہو۔

جبل ثبیر۔ یہ پہاڑ منیٰ میں واقع ہے۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے۔

مکہ مکرمہ کے مقابر کا بیان

مکہ مکرمہ میں چند قبرستان ہیں جو قابل زیارت ہیں۔

مقبرۃ المعلّا۔ آج کل اس گورستان کو جنت المعلی کہتے ہیں اس میں سادات صحابہ اور تابعین اور اکابر علماء و صالحین کے مزارات ہیں اگرچہ آج کل صحیح طور پر یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کن کن صحابہ کی قبریں ہیں اور کس کس جگہ واقع ہیں۔ پھر بھی اس مبارک خطہ کی زیارت موجب سعادت ہے اس گورستان کا بہترین حصہ وہ ہے جسمیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کی قبر مبارک بتلائی جاتی ہے۔

مقبرۃ علیا۔ مکہ مکرمہ کا قدیم قبرستان ہے اسمیں ایام جاہلیت اور ابتداء اسلام میں امیہ بن عبد شمس اور آل سفیان بن عبد الاسد کے

مردے دفن ہوتے تھے۔ اسی قبرستان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے جو ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ نے ۷۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں حضرت عبداللہ بن خالدؓ کے مکان میں انتقال فرمایا۔ اور ان ہی کے خاندانی قبروں کے پاس آپکو دفن کیا گیا۔

مقبرہ مہاجرین۔ یہ قبرستان بھی بہت پرانا ہے اور جبل مفلح کے قریب واقع ہے حضرت جندع بن ابی ضمرہ ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہوئے اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہجرت کی سعادت حاصل کئے بغیر دنیا سے رخصت نہ ہو جاؤں تو آپ نے اسی حالت میں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور اس مقام پر پہنچکر انتقال فرمایا اور یہیں دفن ہوئے۔ اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ یخرج مِنْ بیتہ مھاجرًا الخ اس بنا پر اس قبرستان کا نام مقبرہ مہاجرین رکھدیا گیا۔ انصار کی ایک جماعت بھی اس قبرستان میں آرام فرما ہے۔

مقبرۃ الشبیکہ۔ یہ بھی ایک پرانا قبرستان ہے جو محلہ شبیکہ میں مدرسہ صولتیہ[۵] کے قریب واقع ہے۔ اس قبرستان میں عموماً وہ اہل خیر اور غرباء مدفون ہیں جن کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ تھی۔

ع۵ حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کلکتہ کی مخیر رئیسہ صولت النساء بیگم مرحومہ کی مالی امداد سے ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء میں اس درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ جو سترسٹھ ۶۷ برس سے برابر سرچشمۂ رشد و ہدایت سے تشنگان علوم کو سیراب کر رہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۸ پر

زیارت مدینۂ منوّرہ

اگر خدا توفیق اور وسعت دے تو حج بیت اللہ کے ساتھ سید الانبیا والمرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی آرامگاہ کی زیارت سے بھی بہرہ اندوز ہو کہ مومن کے لئے یہ وہ سعادت ہے جس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ اور یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو اس منبع نور و ہدایت سے منور ہوں اور کم نصیب ہے وہ شخص جو وہاں پہنچکر بھی اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہا ہو۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ پہلے حج بیت اللہ سے فارغ ہو یا زیارت دربار رسالت سے۔ راجح قول یہی ہے کہ اگر حج فرض ہو اور مدینۂ منورہ راستہ میں نہ پڑتا ہو تو پہلے فریضۂ خداوندی سے فارغ ہو اور گناہوں کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہو کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو

بقیہ صفحہ ۱۱۱ یہ حضرت باقی رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص نیت اور کارکنان مدرسہ کی جفاکشی کے ثمرات ہیں، آج مدرسہ کی شاندار عمارت ہے بہترین دار الاقامۃ ہے اور عمدہ کتب خانہ جہیں اہل علم اور صاحب فضل وکمال اصحاب کا مجمع رہتا ہے۔ آپ بھی ان نفوس قدسیہ سے مستفید ہوں۔ اور اس علمی یادگار کی سرپرستی فرمائیں اس لئے کہ مدرسہ کی بقا اور ترقی آپ کی اعانت اور ہمدردی پر موقوف ہے ۱۲

عہ یہ حالات شاہ عبد الحق صاحب محدث کی کتاب "جذب القلوب" سے اخذ کئے گئے ۱۲

لیکن اگر مدینۂ منورہ راستہ میں پڑتا ہو تو بغیر زیارت کئے گذر جانا خلافِ ادب ہے۔

فضائل زیارتِ روضۂ مطہرہ

حق سبحانہ وتعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور وہ لوگ جب ظلم کریں اپنے نفسوں پر اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کریں اور رسول بھی ان کیلئے دعائے مغفرت مانگیں تو اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے

اس آیۃ شریفہ میں امۃ محمدیہ کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر توبہ اور استغفار کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ طلبِ مغفرت کریں تو حق تعالےٰ ضرور ان کے ساتھ رأفت ورحمت کا معاملہ فرمائیں گے۔

یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور زائرین کے کلام کو سنتے ہیں ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا و استغفار فرماتے ہیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری

قبر کی زیارت کی اُس نے گویا حالت حیات میں میری زیارت کی!

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین دن بعد ایک بدوی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے حق تعالیٰ سے سنا وہ ہم نے آپ سے سنکر یاد کیا اور جو کچھ آپ نے حق تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہم نے آپ سے سیکھا اسی میں سے یہ آیت ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - میں نے اپنے پر ظلم کیا ہے اور اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار فرما دیں۔

قبر مبارک سے آواز آئی قد غفر لك۔

امام ابن تیمیہ اپنی کتاب " اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ شہید بلکہ ہر مومن جب اس کی قبر پر کوئی مسلمان سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے "

جب عامۂ مومنین کا یہ حال ہے تو اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ اپنے پاس آنیوالے کو پہچانتے اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر حق تعالیٰ میری
علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام روح کو مجھ پر لوٹاتے ہیں تاکہ اس کے سلام کا جواب دوں
پس معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زائر کو پہچانتے ہیں اور اسکا
سلام سنتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور یہ وہ سعادت
ہے جو تمام دنیا کی دولت صرف کرنے پر بھی حاصل ہو جائے تو ارزاں ہے۔
سلام کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق حضور اقدس
کے دو ارشاد ہیں۔
۱۔ جو شخص میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود و سلام بھیجے میں خود اس کا
جواب دیتا ہوں اور جو شخص دوسری جگہ سے مجھ پر درود و سلام بھیجے
فرشتے اس کو مجھ تک پہنچاتے ہیں۔
۲۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے مگر
حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے جو سلام مجھ تک پہنچاتا ہے
اس بندہ کا یہ فعل اس کی دنیا اور آخرت کے اجر کے لئے کافی ہے اور
میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہونگا۔
پہلے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
خود بنفس نفیس سلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں
دوسرے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال و جواب فرشتے کے

کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر دونوں ارشاد متضاد معلوم ہوتے ہیں مگر درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں شاہوں کے دربار میں دربان بھی ہوتے ہیں پھر حضور اقدس تو شہنشاہ عالم ہیں آپ کے دربار میں بھی فرو فرشتے بطور دربان کے متعین ہوں گے اور عامہ مسلمین کی معروضات ان فرشتوں کے ذریعہ خدمت اقدس میں پیش ہوتی ہوں گی۔ اور وہ مقبول اور مقرب بندے جن پر خاص نظر لطف و کرم ہو گی ان سے سلام و کلام بلا واسطہ دربان کے ہوتا ہوگا۔ جیسا کہ بعض اولیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ جب انھوں نے روضۂ اطہر پر سلام پڑھا تو اندر سے سلام کا جواب آیا۔

خوش نصیب ہیں وہ نفوس قدسیہ جو اس نعمت سے سرفراز ہیں مجھ جیسے روسیاہ کے لئے تو یہی سعادت کیا کچھ کم ہے کہ اس مقدس بارگاہ میں حاضری کی اجازت مرحمت ہو جائے۔

احادیث

جن سے زیارت کی ترغیب اور تاکید معلوم ہوتی ہے

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گئی"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری زیارت

کے لئے آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد سفر نہ ہو تو اس کے لئے حق عزوجل پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں"

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص حج کے لئے مکہ آیا پھر میری زیارت کے لئے میری مسجد میں آیا اس کے لئے دو مقبول حج لکھے جاتے ہیں" ایک دوسری روایت میں ہے "جو شخص ثواب کی امید میں مدینہ میری زیارت کے لئے آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا"

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا حالتِ حیات میں میری زیارت کی۔ اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت لازم ہوگئی۔ اور میری امت میں سے جو شخص باوجود وسعت کے میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی معذرت نہیں

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا حالت حیات میں میری زیارت کی اور جس شخص نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا"

ایک دوسری روایت میں ہے "جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا

اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک زیارت پر اسقدر بلیغ تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر انسان غور کرے تو اسکا انجام بہت ہی سخت ہے اس لئے کہ حضور اقدس نے ترک زیارت کو جفا اور ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور سید الانبیاء پر ظلم کرنا کمال درجہ کی شقاوت اور بے دینی ہے۔ العیاذ باللہ۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرۃ دونوں جگہ ان پر لعنت مسلط کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے نہایت سخت عذاب مقرر کر رکھا ہے۔

یہ چند احادیث ہیں اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں جن سے روضۂ اطہر کی زیارت کی ترغیب اور تاکید ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض ائمہ نے زیارت روضۂ اطہر کو واجب کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک زیارت روضۂ اطہر مستحب ہے اور ایسا مستحب جس سے بڑھ کر کوئی مستحب نہیں اگرچہ واجب نہیں مگر واجب کے قریب ترضرور ہے

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ فرماتے ہیں جو شخص حج بیت اللہ کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ روضۂ اطہر کی بھی زیارت کرے۔

آداب زیارت

۱۔ سب سے اہم اور سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اپنی نیت اور ارادہ کو درست کرے اس لئے کہ اعمال کے ثمرات نیت پر مرتب ہوتے ہیں جس قدر نیت میں خلوص ہوگا اسی قدر اس مبارک سفر کے انوارات اور برکات سے محظوظ ہوگا۔

اس سفر کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ بارگاہ رسالت سے ظاہری قرب کے ساتھ ساتھ روحانی قرب اور تعلق بھی پیدا ہو جائے جو تقرب خداوندی کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔

۲۔ اس مبارک راستے کو بڑے جوش و خروش اور کمال ذوق و شوق کے ساتھ ذاکر و شاغل شاداں و فرحاں طے کرے۔ ہر لمحہ عبادت اور طاعت خداوندی میں مشغول رہے۔ اپنی بد اعمالیوں پر نادم و شرمسار رہے توبہ اور استغفار میں مصروف رہے۔ نہایت تواضع عاجزی اور فروتنی کے ساتھ وقت گذارے۔ فضول بات اور فضول کام سے پرہیز کرے

(۳) اپنا بیشتر وقت خشوع و خضوع عاجزی و انکساری ذوق و شوق کے ساتھ صلوٰۃ و سلام میں گذارے کہ یہ اس زمانہ کی بہترین عبادت ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو مقرر فرمایا ہے کہ وہ مدینۂ منورہ جانے والوں کا درود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں۔ یہ فرشتے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں جو آپ کی زیارت کے لئے آرہا ہے اس نے درود وسلام کا یہ تحفہ خدمت اقدس میں پیش کیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا نام حضور پُر نور کی مجلس میں پہنچ جائے۔ اور اس مقدس بارگاہ میں اسکا تذکرہ آجائے۔

پھر جسقدر مدینۂ منورہ قریب ہوتا جائے اسی قدر ذوق وشوق اور خشوع وخضوع میں ترقی ہوتی جائے حتی کہ جب علامات شہر قریب ہوں تو محبت وفرحت اور سرور وانبساط سے بےخود و دیوانہ بنجائے۔

؎ وعدۂ وصل چوں شود نزدیک — آتش شوق تیز تر گردد

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب زیارت کا قصد کرنے والا مدینۂ منورہ کے قریب پہنچتا ہے تو فرشتے ہدایائے رحمت لیکر اسکی پیشوائی کو آتے ہیں۔ پس زائر کو چاہیئے کہ اس وقت غافل نہ رہے اور دل کو خدا اور اس کے رسول کی عظمت وجلال سے معمور رکھے اور ہر وقت توبہ واستغفار اور درود وسلام میں مشغول رہے۔

۴۔ راستہ میں عہد رسالت کی جو یادگار معلوم ہو جائے اس کی زیارت کرے اور اس میں نوافل پڑھے کہ یہ بھی محبت کی علامت ہے۔

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا   وللناس فیما یعشقون مذاھب

۵۔ جب مسجد ذوالحلیفہ پر پہنچے جو بیر علی پر واقع ہے اگر سہولت ہو تو غسل کرے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور دو رکعت شکرانہ ادا کرے کہ خداوند کریم نے یہ دن نصیب کیا۔

۶۔ جب شہر مدینۂ منورہ کی آبادی نظر آئے تو سواری سے اتر جائے اور نہایت ادب کے ساتھ نیچی نگاہیں کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا پاپیادہ چلے کہ جس راہ میں آنکھوں کے بل چلنا بھی بے ادبی سے خالی نہیں اس راستہ کو غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ طے کرنا سخت محرومی ہے۔ ہر ہر قدم پر اس کا دھیان رکھے کہ یہ وہ مقدس زمین ہے جس پر حبیب رب العالمین اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے قدم پڑے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کبھی مدینۂ منورہ میں سواری پر سوار نہیں ہوئے اور فرماتے تھے مجھے شرم معلوم ہوتی ہے کہ جس سرزمین پر حضور اقدس کے قدم مبارک پڑے ہوں میں اس کو اپنی سواری سے روندوں۔

۷۔ جب شہر مدینہ میں داخل ہو تو اول درود شریف پڑھے۔ اور پھر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ	یا اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے تو اسکو
فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَ	میرے لئے دوزخ سے حفاظت اور برے
اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ	حساب سے پناہ کا ذریعہ بنا۔
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ	یا اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے
رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ	دروازے کھول دے اور اپنے نبی کی
نَبِيِّكَ مَا رَزَقْتَهٗ اَوْلِيَائَكَ	زیارت میں وہ عطا کر جو تو اپنے خاص بندوں اور
وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَ	فرمانبرداروں کو عطا کرتا ہے اور میری مغفرت کر
ارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ۔	اور مجھ پر رحم فرما اے وہ ذات جو ہر سوال کئے ہوئی سے بہتر ہے

زیارت کا طریقہ

اگر سامان وغیرہ کی جانب سے بے فکری ہو تو شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو اور حاضری سے قبل حسب توفیق صدقہ دیکر ثواب روح اقدس سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے مسجد میں " باب جبرئیل " سے داخل ہونا افضل ہے۔ اول داہنا پیر مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور نہایت ادب واحترام اور خشوع وخضوع کے ساتھ نیچی نگاہ کئے ہوئے اس مقدس مقام کی عظمت وہیبت اور جلالت شان کو ملحوظ خاطر

رکھتے ہوئے سید ھا روضۂ جنت میں جائے اور منبر کو داہنی جانب کر کے محراب نبوی کے قریب دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے (بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو) اور اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرے اور اس مقدس مقام کے مناسب ادب و احترام کی توفیق طلب کرے۔ پھر اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر سجدۂ شکر ادا کرے اور اسی طرح ادب و احترام کے ساتھ آہستہ آہستہ نیچی نگاہ کئے ہوئے روضہ اطہر پر قبلہ کی جانب سے حاضر ہو اور جالیوں سے دو تین ہاتھ فاصلہ پر قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد مبارک میں لیٹا ہوا تصور کر کے نہایت ادب کے ساتھ نرم آواز سے عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ

ع۵ روضۂ جنت مسجد نبوی کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو قبر مبارک اور منبر کے درمیان ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "میری قبر اور منبر کے درمیان روضہ ہے ریاض جنت سے" ۱۲ منہ

وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاَنْزِلْهُ الْمُنْزَلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمُ

ان الفاظ میں زیادتی بھی کرسکتا ہے لیکن اختصار اولی ہے۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگے اور شفاعت کا طلب گار ہو، عرض کرے یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ ۔

اگر کسی کا سلام پہنچانا ہو تو اس طرح عرض کرے ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِن فلان بن فلان يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ (آپ کا بڑا کرم ہوگا اگر مجھ سیاہ کار بھی سلام درِاقدس تک پہنچادیں) پھر بقدر ایک ہاتھ کے داہنی طرف ہٹے اور امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ

رَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ اَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا۔

پھر بقدر ایک ہاتھ اور ہٹ کر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ نِ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِہِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَّمَیِّتًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا۔

پھر ذرا آگے کو بڑھ کر عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا کُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَدْعُوْلَنَا رَبَّنَا اَنْ یُّحْیِیَنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ

پھر آگے کو بڑھ کر مواجہ شریف میں اپنے لئے اپنے والدین اور اعزہ اور احباب بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے اور طلب مغفرت کرے۔ مجھ گنہگار کو بھی اپنی دعوات صالحہ میں فراموش نفرماویں ؎

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی　　　　تو نیز یاد آر حریفان بادہ پیما را

پھر روضہ جنت میں آکر اگر وقت مکروہ نہو تو دو رکعت نفل ادا کرے

اور دعا اور درود اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے۔ اور جس قدر خداوند کریم توفیق دے یہاں کے قیام کو غنیمت سمجھے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے آداب

ہر چند کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی رحمۃ للعالمین ہے سراپا لطف و کرم ہے لیکن پھر بھی یہ بڑی سرکار کا بڑا دربار ہے۔ جسقدر بڑا دربار ہے اسی قدر رعایت ادب و احترام کا مستحق ہے کہ اس بارگاہ عالی کے راندہ کو پھر کہیں پناہ نہیں اس لئے جہانتک ممکن ہو جگہ کی بزرگی اور عظمت کے مناسب ادب و احترام میں کمی نکرے۔ کمی تو بہرحال ہوگی بس لازم ہے کہ ہر وقت نادم و شرمسار رہے

حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ　　ہر کرا نیست ادب لائق قربت نبود

چند آداب لکھے جاتے ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھئے۔

۱۔ یہاں کے قیام کو جسقدر بھی میسر ہو غنیمت سمجھے اور روضۂ اطہر کی حاضری اور مسجد نبوی کی حضوری کو نعمتِ عظمیٰ جانے اور اپنے اوقات کو درود و سلام اور توبہ و استغفار اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رکھے۔ فضول کاموں میں پھنسکر اس نعمتِ جلیلہ کی ناقدری نکرے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دو شب مسجد نبوی میں عبادت اور ذکر و فکر اور درود و سلام میں لبسر کرے اور اس رات کو شب قدر سے کم

نہ سمجھے ۔ع آں شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب است

۲۔ حجرۂ مبارک اور قبہ مبارک کی جانب کمال عظمت و محبت اور خشوع و خضوع کے ساتھ نظر رکھے کہ یہ بھی عبادت ہے اور زیادتی ایمان کا ذریعہ ہے

۳۔ مسجد نبوی کے خدام اور اغوات کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم کا برتاؤ رکھے اور انکی سختی کو بطیب خاطر برداشت کرے انکی خاطر و مدارات میں کوتاہی نکرے اس لئے کہ یہ اس بارگاہِ عالی کے دربان اور کفش بردار ہیں ع

پاسبان کوچۂ لیلی است ایں

۴۔ مدینہ منورہ کے عام باشندوں کے ساتھ بھی عظمت و محبت کا برتاؤ رکھے ان کی ظاہری کوتاہیوں کو نظر انداز کرے کہ ان کی بزرگی کیلئے یہ شرف کیا کچھ کم ہے کہ وہ جوار رسول ہیں اور ہر وقت جمال جہاں آرا سے لطف اندوز۔

۵۔ یہاں کی کسی چیز کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے اور کسی بات پر اچھی ہو یا بری تنقید نکرے۔ اس لئے کہ کوچۂ محبوب کی ہر ادا جان افروز ہوتی ہے۔

۶۔ مدینۂ منورہ کے قیام میں تمام فرض نمازوں کو اہتمام کے ساتھ مسجد نبوی میں جماعت سے ادا کرے اور سویرے پہنچکر صف اول میں شرکت کی کوشش کرے اور کم از کم ایک قرآن مجید مسجد نبوی میں

بیٹھ کر ختم کرے۔ اور جتنی مرتبہ بھی مسجد نبوی میں حاضر ہو روضۂ اطہر پر ضرور حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرے اور روضہ اطہر کے سامنے سے بغیر سلام پڑھے ہرگز نہ گذرے۔

۷۔ اہل بقیع اور شہداء احد کی بھی زیارت کرے اور مسجد قبا اور دیگر مآثر نبوی کی زیارت سے بھی ضرور مشرف ہو۔

مدینہ منورہ کی عظمت وفضیلت کا بیان

اس جگہ کی عظمت وبزرگی کا کس طرح اندازہ ہو سکتا ہے جس کو رب العالمین نے اپنے حبیب کے لئے مسکن وماوی بنایا ہو۔ جس مکان کا مکین بلاشک وشبہ اشرف مخلوقات ہو وہ مکان بھی یقیناً اشرف اماکن اور مقدس ترین مکان ہوگا۔ اس شہر کا کیا پوچھنا جو سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہو اور رشد وہدایت کی روشنی اسی مرکز سے پھیلی ہو اور آفتاب اسلام کی شعاعیں اسی گہوارہ سے نکلی ہوں دین اسلام نے اول سے لیکر آخر تک یہیں نشو ونما پایا اور عروج وکمال کو پہنچا۔ اسلام کی ابتدا اسی مقدس شہر سے ہوئی اور پھر منتہا پر اسلام یہیں سمٹ کر آجائے گا۔

اس شہر محترم کو اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟ کہ خلاصۂ کائنات سیدالموجودات محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا

جسد اطہر اس مقدس سرزمین میں ودلیعت رکھا ہوا ہے۔ اور آپ کے دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم اس جگہ زیرِ زمین آرام فرما ہیں۔ پھر اُن اولیاء اور علماء و مشائخ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ان تیرہ سو سال میں اس مقدس زمین میں پیوند خاک ہوئے۔

اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے (اس لئے کہ مخبر صادقؐ کی اطلاع ہے) کہ ہر انسان کی پیدائش اس مٹی سے ہوتی ہے جہاں وہ دفن ہو تو ماننا پڑے گا کہ یہ خاک پاک فضیلت اور برتری میں اپنا ہمسر نہیں رکھتی۔ اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ زمین کا وہ حصّہ جو جسد اطہر سے ملحق ہے عرش تک سے افضل ہے اور اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ قبر اطہر کعبۂ محترم سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اس مقدس شہر کی فضیلت میں چند احادیث درج کیجاتی ہیں۔

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مدینہ انسان کی خباثت کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو"۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ "مدینہ پاک جگہ ہے اور گناہوں کی کدورت کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ بھٹی چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے"۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے "میں ایک روز حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر گیا جب "حرہ سقیا" میں جہاں حضرت سعد بن وقاص رہتے تھے پہنچے حضور اقدس نے وضو کے لئے پانی مانگا اور وضو فرما کر قبلہ رو کھڑے ہوئے اور یہ دعا مانگی "یا اللہ ابراہیم تیرے بندے اور دوست تھے اُنھوں نے تجھ سے مکہ والوں کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگی میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں میں تجھسے مدینہ والوں کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگتا ہوں خدایا تو مدینہ والوں کو مکہ والوں سے دوگنی خیر و برکت عطا فرما۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اور یہی میری آرامگاہ ہے یہیں سے میں قیامت کے روز اُٹھایا جاؤں گا میری امت پر حق ہے میرے پڑوس کی حفاظت اور نگہبانی جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ جو شخص میرے پڑوس کی عزت و حرمت کو قائم رکھے گا میں قیامت کے روز اس کیلئے گواہ اور سفارشی ہونگا، اور جو شخص انکی عزت و حرمت کا خیال نہ رکھے گا اس کو حق تعالےٰ دوزخ سے سیراب کرے"

ایک دوسری روایت میں ہے "جو شخص اہل مدینہ کو ظلماً ڈرائے دھمکائے حق تعالےٰ اس کو ڈرائے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت و پھٹکار"

مسجد نبوی کا بیان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو ناقہ مبارک کی مہار کو ڈھیلا چھوڑ دیا وہ از خود مسجد نبوی کی جگہ بیٹھ گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انشاء اللہ یہی ہماری قیام گاہ ہے۔ یہ جگہ دو یتیموں کی ملک تھی آپ نے ان سے خرید فرمائی اور پھر خود بہ نفس نفیس مع صحابہ کرام کے مسجد کو تعمیر فرمایا۔ کچی تعمیر تھی اور کھجور کی شاخوں کی چھت قدِ آدم سے ذرا اونچی اور مشرق کی جانب ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر فرمائے یہ بھی کچے تھے اور چھوٹے چھوٹے۔ ان حجروں سے ملا ہوا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔

اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں ودیعت رکھا اور وہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر آپ کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آرام فرما ہیں۔ بعد میں ان سب حجروں کو مسجد نبوی میں شامل کر کے پختہ عمارت بنائی گئی اور روضہ مطہرہ کو بھی مسجد نبوی کے اندر داخل کیا گیا۔

مسجد نبوی کی فضیلت اور بزرگی کا بیان

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " میری اس مسجد میں ایک نماز

اس کے سوا مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوا مسجد حرام کے کیونکہ میں آخر انبیا ہوں اور میری مسجد آخر مساجد ہے"۔ ایک دوسری حدیث میں ہے "مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ اور میری مسجد میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچسو نمازوں کے برابر ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا اجر و ثواب کے اعتبار سے ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور یہ فضیلت اور برتری صرف اس حصہ مسجد کو نہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد تھا بلکہ پوری مسجد میں ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ مسجد کوہ صفا تک بڑھا دیجائے تب بھی وہ زائد کردہ حصہ میری ہی مسجد میں شمار ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے زمانہ نبوی کی مسجد میں کچھ حصہ زیادہ کیا اور اس زیادہ کردہ حصہ میں نماز ادا فرمائی

۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری مسجد میں چالیس نماز متواتر پڑھے کہ درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہو اس شخص کے لئے نار جہنم اور عذاب آخرت اور نفاق سے براءۃ لکھدی جاتی ہے۔

۳۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنے گھر سے

وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے چلے اس کے نامۂ اعمال میں پورے حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔"

۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص میری مسجد میں اچھی بات سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے وہ شخص رتبہ میں اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنیوالے کے برابر ہے۔ اور جو شخص اس مقصد سے نہ آتے بلکہ اس کی غرض محض لوگوں سے ملاقات اور بات چیت ہو تو وہ اس شخص کے مثل ہے جس کا محبوب دوسروں کے ہاتھوں میں ہو۔

۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغیچہ ہے جنت کے باغات سے اور میرا منبر میری حوض کے کنارہ پر ہے۔"

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ حجرۂ شریفہ اور منبر شریف کا درمیانی حصہ درحقیقت جنت کا ایک باغ ہے۔ قیامت کے دن اس حصہ کو جنت الفردوس میں منتقل کردیا جائے گا۔ اور باقی دنیا کی طرح نیست ونابود نہ کیا جائے گا۔

علامہ ابوحمزہ فرماتے ہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جنت کا ایک پتھر (حجر اسود) بطور اعزاز کے عطا فرمایا اسی طرح اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ زیادتی عز و شرف ایک باغیچہ

جنت الفردوس کا عطا فرمایا جو قیامت میں پھر اپنی جگہ لوٹ جائے گا۔
یہی حدیث کے حقیقی معنے ہیں اور یہی اکثر علماء کے نزدیک راجح ہیں
اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کو حقیقی معنے سے پھیر کر مختلف
تاویلیں فرمائی ہیں۔ واللہ اعلم

مدینہ منورہ کی مساجد کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں صرف چند مساجد
تھیں بعد میں جن مقامات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنا
ثابت ہوا وہاں تبرکاً بطور یادگار مساجد بنا دیگئیں جن کی تعداد سینکڑوں
تک پہنچتی ہے اور مورخین نے شرح و بسط کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے
مگر اب اکثر مساجد کا وجود صرف تاریخ کے اوراق پر رہ گیا ہے سطح زمین پر
ان کا نام و نشان نہیں۔

بعض مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے ان میں سے جن مساجد کا پتہ چل جائے
ان کی زیارت کیجئے اور وہاں نوافل ادا کیجئے۔

مسجد قبا: جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے
روانہ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل دو یا تین روز قبا میں قیام فرمایا
جو قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کی مختصر آبادی تھی۔ یہاں آپ نے مسجد کی
بنا کا ارادہ ظاہر فرمایا یہاں کے باشندوں نے بھی اس کی خواہش ظاہر کی

حضور اقدس نے سمت قبلہ کی تعیین کے لئے ایک خط کھینچا اور صحابہ کرام کو پتھر جمع کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ پھر اپنے دستِ مبارک سے ایک پتھر نیو میں رکھا اور حاضرین کو حکم فرمایا کہ ہر ایک اپنے ہاتھ سے ترتیب وار ایک ایک پتھر رکھے، یہ اس مقدس مسجد کی ابتدار تھی اور یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد ڈالی گئی۔ اسی کے متعلق یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ۔ بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوے اور پرہیزگاری پر رکھی گئی زیادہ مستحق ہے اس بات کی آپ اسمیں نماز کے لئے کھڑے ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آیۃ میں مسجد نبوی کا تذکرہ ہے اور دونوں اقوال کی احادیث سے تائید بھی ہوتی ہے حق یہ ہے آیۃ کریمہ کا مفہوم ان دونوں مساجد کو شامل ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں کی بنار پہلے ہی دن سے خلوص اور تقوے پر رکھی گئی واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سوار یا پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے اور وہاں دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضور اقدس ہر ہفتہ کے روز مسجد قبا تشریف لیجاتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اتباع سنت میں

ہمیشہ مسجد قبا تشریف لیجاتے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض ایک مرتبہ مسجد قبا کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا "خدائے پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس مسجد کی بنا کے وقت صحابہ کرام کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ واللہ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی گوشہ میں ہوتی تو ہم اسکی زیارت کے لئے سفر کرتے اور اپنی سواریوں کو تھکاتے۔ پھر آپ نے کھجور کی چند شاخوں سے جھاڑو بنا کر مسجد کی صفائی شروع کی۔ رفقاء نے عرض کیا "امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا تم ہرگز اس سعادت کے لئے کافی نہیں ہو۔

حضرت زید بن اسلم رض فرماتے ہیں "خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسجد قبا کو ہم سے قریب بنایا۔ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی گوشہ میں ہوتی تو ہمیں وہاں سفر کر کے جانا پڑتا۔ حضرت سعد بن وقاص رض فرماتے ہیں "دو رکعت نفل مسجد قبا میں ادا کرنا مجھے دو مرتبہ بیت المقدس کی زیارت سے محبوب ہے اگر تم لوگ اس کے حقیقی بھید سے واقف ہو جاؤ تو بہت کچھ مشقت اس کی زیارت کے لئے برداشت کرو"۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مسجد قبا میں نماز پڑھنا

عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔

مسجد کے متصل حضرت سعد بن خثیمہ کا گھر ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا وضو کیا اور نماز پڑھی۔ بیر اریس بھی یہیں واقع ہے جس کا تذکرہ آگے کنوؤں کے بیان میں آئے گا۔

مسجد جمعہ } اس کو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہیں۔ یہ قبیلہ بنی سالم بن عوف کی مسجد ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز قبا سے روانہ ہوئے اور جب قبیلہ بنی سالم بن عوف میں پہنچے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور اقدس نے اس جگہ نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں ادا کیا گیا۔

مسجد فضیخ } اس کو مسجد شمس بھی کہتے ہیں۔ مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کا احاطہ ہے۔ بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک اس کے قریب نصب کیا گیا تھا۔ اس وقت حضور اقدس نے اس جگہ پر چھ روز تک نماز ادا فرمائی۔

مسجد بنی قریظہ } یہ مسجد باغات کے منتہی پر حرہ شرقیہ کے قریب مسجد شمس کے شرق میں واقع ہے۔ بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ فروکش ہوئے اور نماز بھی ادا فرمائی۔

مسجد مشربہ ام ابراہیم } مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب حرۃ شرقیہ کے قریب نخلستان کے درمیان ایک چار دیواری ہے۔ یہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ ماجدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ تھا جس میں اُن کا قیام رہتا تھا۔ حضرت ابراہیم بھی یہیں پیدا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھنے کیلئے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور اس جگہ نماز بھی ادا فرمائی ہے۔

مسجد بنی ظفر } جنت البقیع سے پورب کی طرف واقع ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کے ہمراہ قبیلہ بنی ظفر میں تشریف لیگئے اور نماز ادا فرماکر ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک شخص کو قرآن پاک کی تلاوت کا حکم فرمایا جب قاری آیۃ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو حضور اقدس رونے لگے اور عرض کیا" خداوندا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا انپر کس طرح گواہ ہوں

مسجد اجابہ } بقیع سے شمال کی جانب بلندی پر واقع ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کی جانب تشریف لیجارہے تھے آپ کا گذر اس طرف ہوا تو یہاں دو رکعت نفل ادا فرمائی آپ کے اتباع میں حاضرین نے بھی نماز پڑھی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے بہت دیر تک دعا مانگی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو ارشاد فرمایا "میں نے پروردگار عالم سے تین دعا کی اول یہ کہ میری امت کو عمومی قحط میں ہلاک نہ فرمائے دوسرے یہ کہ عذاب غرق ان پر مسلط نہ فرمائے۔ تیسرے یہ کہ میری امت آپس میں قتال نہ کرے حق تعالے نے پہلی دو دعا کو قبول فرمایا اور تیسری پر فرمایا تیری امت کی ہلاکت باہم خونریزی سے ہوگی۔"

مسجد نافلہ } اس کو مسجد حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ مزار سیدنا امیر حمزہ کو جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں پڑا ہوا تھا کہ میں نے حضور اقدس کو باہر تشریف لیجاتا ہوا دیکھا۔ میں بھی اٹھکر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور اقدس ایک باغ میں تشریف لے گئے وضو کیا اور دو رکعت پڑھی اور ایک طویل سجدہ کیا۔ حتیٰ کہ میں اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس دارِ فنا سے رخصت ہو چکے رونے لگا۔ پھر بہت دیر بعد حضور اقدس نے سجدہ سے سرِ مبارک اُٹھایا اور مجھ سے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے اپنے رونے کا سبب ظاہر کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رب العزت کا یہ پیام لائے "جو شخص تجھ پر درود بھیجے میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو شخص تجھ پر سلام بھیجے میں اس پر سلامتی بھیجونگا۔" پروردگار کی

اس نعمت پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

مصلّی عید } باب مصری کے قریب واقع ہے۔ حضور اقدس ؐ نے اس جگہ عیدین کی نماز اور استسقار کی نماز ادا فرمائی۔ اور نجاشی کی نماز جنازہ بھی یہاں پڑھی ہے۔

مسجد فتح } یہ مسجد اور جو مساجد اس کے قریب ہیں سب مسجد فتح کہلاتی ہیں لیکن درحقیقت مسجد فتح وہ مسجد ہے جو کوہ سلع سے پچھم کی جانب بلندی پر ہے اور مشرق و شمال کی جانب اس کی سیڑھیاں ہیں۔ اس کو مسجد احزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ؐ نے خندق کی لڑائی کے موقعہ پر مسجد فتح میں تین روز متواتر (دو شنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ) دعا مانگی چہار شنبہ کو اجابت دعا کی بشارت ہوئی جس سے سرور و فرحت کے آثار چہرے مبارک پر ظاہر ہو رہے تھے۔ حضرت معاذ بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور ان مساجد میں جو اس کے متصل ہیں نماز ادا فرمائی۔ پہلی مسجد جو جانب قبلہ میں مسجد فتح کے متصل ہے مسجد حضرت سلمان فارسی کہلاتی ہے اور جو مسجد اس کے پیچھے ہے اس کو مسجد حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں اور جو پہاڑ کی جڑ میں قبلہ کی جانب سب سے چھوٹی مسجد ہے اس کو مسجد حضرت ابوبکر صدیق کہتے ہیں۔ غالباً ان حضرات نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر ان مواضع میں قیام

کیا ہوگا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرکاً ہر جگہ نماز پڑھی ہوگی۔
جس کی یادگار میں یہ مساجد تعمیر کی گئی۔
مسجد بنی حرام } مسجد فتح کو جاتے ہوئے تقریباً نصف راستہ پر جبل سلع
کی گھاٹی میں واقع ہے۔ یہاں ایک غار بھی ہے ایام غزوۂ خندق میں
حضور اقدس ؐ نے اس کو رونق بخشی اور بعض راتیں بھی اسمیں بسر فرمائیں۔
مسجد قبلتین } مسجد فتح سے پچھم کی جانب تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر
وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب واقع ہے۔ یہ بنی سلمہ کی مسجد تھی
حضور اقدس ؐ اس میں نماز ظہر ادا فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل ؑ نے تحویل
قبلہ کی بشارت سنائی حضور اقدس نے نماز ہی میں بیت المقدس سے
بیت اللہ کی جانب رُخ کر لیا اور آخر کی دو رکعت بیت اللہ کی جانب
منہ کر کے ادا فرمائی۔ اسی لئے اس کو "مسجد قبلتین" کہتے ہیں۔
دیگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مسجد قبا میں پیش آیا۔ واللہ اعلم
مسجد ذباب } اس کو مسجد رایہ بھی کہتے ہیں۔ شام کے راستے پر ایک
بلند جگہ پر واقع ہے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر اس جگہ حضور اقدس کا
خیمۂ مبارک نصب کیا گیا تھا۔ اور حضور اقدس ؐ نے اسجگہ نماز بھی پڑھی ہے
مسجد فسیح } مشہد امیر حمزہ ؓ سے شمال کی جانب جبل احد کی جڑ میں واقع
ہے۔ کہتے ہیں کہ آیت یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا

فِی الْمَجَالِسِ الآیۃ اسی جگہ نازل ہوئی۔ اور جنگ احد کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر و عصر اسی جگہ ادا فرمائی۔

کنوؤں کا بیان

جن کنوؤں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا انکی تعداد بہت ہے جن میں سے سات کا اس وقت بھی پتہ چلتا ہے باقی معدوم ہوگئے ہیں۔
بیر اریس جو مسجد قباء کے قریب واقع ہے پہلے اس کا پانی شور تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس میں ڈالا جس کی وجہ سے پانی شیریں ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اس کی من پر کنوئیں میں پیر لٹکا کر بیٹھے۔ اور وہ انگوٹھی جو حضور اقدس کے زیب دست مبارک تھی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ حضرت عثمان کے پاس سے اس کنوئیں میں گر گئی ہر چند تلاش کیا گیا مگر ہر سعی رائیگاں گئی۔ اور اسی وقت سے نظام سلطنت میں خلل واقع ہو گیا۔

بیر غرس جو مسجد قباء سے شمال کی جانب تقریباً نصف میل ہے۔ نبی کریم نے اس کوئیں پر وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی اس میں ڈالدیا۔ ایک مرتبہ اپنا لعاب دہن اور کچھ شہد بھی اسمیں ڈالا ہے حضور اکرم ہمیشہ اس کے

پانی کو استعمال فرماتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو حکم فرمایا تھا کہ مجھے غسل اسی کے پانی سے دیا جائے چنانچہ جسد اطہر کو اسی کے پانی سے غسل دیا گیا۔

بیر رومہ} مسجد قبلتین سے شمال کی جانب وادی عقیق میں واقع ہے پانی نہایت لطیف اور شیریں ہے۔ مدینہ منورہ میں شیریں پانی کی کمی تھی اور اس کوئیں کا مالک پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور اقدس کے ارشاد پر حضرت عثمان غنیؓ نے ۳۵ ہزار درہم میں اس کو خرید کر وقف فرمایا۔

بیر بُضَاعۃ} باب شامی کے قریب ایک باغ میں واقع ہے۔ حضور اقدس نے اس کوئیں سے ایک ڈول پانی کھچوا کر وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی مع لعاب دہن کے اس میں ڈالا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ فرماتی ہیں۔ "جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہم اسکو تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے نہلاتے وہ اس کی برکت سے صحت یاب ہو جاتا۔

بیر حَاء} مسجد نبوی کے شمال کی جانب قلعہ کی دیوار کے قریب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہاں تشریف لیجاتے اور اس کے درختوں کے سایہ میں آرام فرماتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے

بیر لُصَّہ} جنت البقیع کے قریب شہر پناہ کے نیچے واقع ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور سر مبارک دھونے کا ارادہ ظاہر

فرمایا میں آپ کے ہمراہ بیر بضہ پر گیا حضور اقدس نے سر مبارک دھویا اور دھوون بیر بضہ میں ڈالدیا۔
بیر عہن } عوالی مدینہ میں ایک باغ میں واقع ہے۔حضور اقدس یہاں تشریف لائے اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔

مزارات مدینہ منورہ

قاضی عیاض امام مالک رح سے نقل کرتے ہیں کہ "دس ہزار صحابہ کرام اس سرزمین میں رونق افروز ہیں اور اسی قدر سادات اور تابعین غیر سادات ہیں" لیکن اس کثیر تعداد میں وہ بہت کم ہیں جن کا اصلی مرقد صحیح طور پر معلوم ہو۔ البتہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بیشتر حضرات جنت بقیع میں آرام فرما ہیں اس لئے کہ وہی قدیمی قبرستان ہے جس کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔
جنت البقیع } یہ مدینہ منورہ کا قدیمی قبرستان ہے جس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر تشریف لیجاتے تھے اور یہاں والوں کے لئے دعاء مغفرت کرتے تھے۔اور فرمایا اس قبرستان سے ستر ہزار افراد بے حساب جنت میں جائیں گے جن کے چہرے ماہ نیم ماہ سے زیادہ چمکدار ہوں گے۔حضور اقدس ؐ نے فرمایا ہے "جو شخص مدینہ میں انتقال کرے اور بقیع میں دفن ہو میں روز حشر اس کا سفارشی اور گواہ ہونگا"

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس چھوٹے سے خطۂ زمین میں ہزاروں صحابہ کرام اور ہزارہا تابعین اور تبع تابعین اور لاکھوں اولیاء کرام اور علماء عظام آرام فرما ہیں جن کی صحیح تعداد اور مدفن کا علم علیم وخبیر کو ہے البتہ چند مزارات کی جگہ مشہور و معروف ہے ان مزارات پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور فاتحہ پڑھے۔

شہداء احد جبل احد کے قریب ایک احاطہ کھنچا ہوا ہے جس میں ان صحابہ کرام کے مزارات ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال میں یہاں تشریف لاتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّار حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جو شخص شہداء احد پر گذرے اور ان پر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اس احاطہ کے قریب ہی سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

جبل احد اس پہاڑ کی بھی زیارت کرے اس لئے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لاتے اور قیام فرماتے اور اس کو محبوب رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ احد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ احد جنت کا پہاڑ ہے جب تم اس پر جاؤ تو اس کے درختوں کا پھل کھایا کرو۔" اگر کوئی پھل نہ ملے تو تبرکاً وہاں کا تھوڑا سا گھانس ہی کھالے۔

واپسی

رو بروئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد ~ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

جب واپسی کا قصد ہو تو بصد حسرت و یاس غمگیں و اندوہگیں اول مسجد نبوی میں حاضر ہو اور حضور اقدس کی نماز کی جگہ دو رکعت ادا کرے اور دعا مانگے پھر روضۂ اطہر پر حاضر ہو اور صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنے لئے اور اپنے اعزہ واحباب کے لئے دعا مانگے اور حج و زیارت کی قبولیت کا خواہاں ہو۔ اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنْ عَمَلٍ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَاهُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ نَبِیِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْهِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْهِ وَارْزُقْنِیْ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ

یا اللہ ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقوے کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کی توفیق مانگتے ہیں جو تجھے محبوب اور پسند ہو یا اللہ تو اس کو اپنے نبی اور نبی کریم کی مسجد اور حرم کا آخری دیدار مت کیجو اور میرے لئے یہاں کی واپسی اور یہاں کے قیام کو سہل فرما دیجئے اور عطا کر مجھکو دارین کی عفو

فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلیٰ اَھلِنَا سَالِمِینَ غَانِمِینَ۔ اور عافیت اور اہل وعیال تک سلامتی کے ساتھ پہنچا کہ ہم تیری نعمتوں سے بھرپور ہوں اور اس ظاہری مفارقت اور جدائی پر خوب روئے کہ یہ قبولیت دعا اور مقبولیت زیارت کی علامت ہے اور اہلِ محبت کا شیوہ ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روئے اور اپنی حالتِ زار پر نفریں کرے کہ مجھ سے زیادہ سنگدل کون ہوگا کہ اس باب عالی کو چھوڑ رہا ہوں اور پھر بھی بےقرار نہیں ہوں روانگی سے قبل اہلِ مدینہ پر دل کھول کر خیرات کرے اور حسب توفیق اپنے اہل وعیال اور اعزہ واحباب کے لئے یہاں کے تبرکات خریدے خود یہاں کی پیداوار اور مصنوعات کو ترجیح دے اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ لے کہ یہ یہاں کا بہترین تحفہ ہے۔

اور سب سے بڑھ کر تحفہ جو ہمیشہ کام آئے اور دارین کی سرخروئی اور شادابی کا باعث ہو یہ ہے کہ اپنی باقی زندگی کو خدا اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا وخوشنودی کے مطابق گذارنے کا پختہ عہد کرے اور دین کی باتوں کو دنیا میں پھیلانے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق زندگی کو رواج دینے میں پوری جدو جہد اور سعی کرے کہ اسی پر مسلمانوں کی دارین کی فلاح وبہبود کا دارو مدار ہے۔ اور اسی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک

کوتازگی اور بشاشت ہو۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے "جو شخص میری ایک سنت کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے اس نے گویا مجھے زندہ کیا۔ اور یہی امت محمدیہ کا منصب اصلی اور طغرۂ امتیازی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ یعنی تم بہترین امت ہو تم کو لوگوں کے نفع کے لئے بھیجا گیا ہے تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی وہ اصول زندگی ہے جس کو اختیار کرکے ہمارے اسلاف بام ترقی پر پہنچے اور آج ہم اس کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلیل و خوار ہیں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس دور پُرفتن میں سیدی مولائی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب مدظلہ نے اس اہم فریضہ کی جانب توجہ فرمائی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے وہی طرز اختیار کیا جو سید الکونین خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عرب کی جاہل قوم کی اصلاح کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ اور اس طرز تبلیغ اور دعوتِ حق کے سلسلہ کو ایک ناخواندہ جاہل قوم میں شروع کیا جس کے ثمرات اور برکات حیرت انگیز ہیں۔ اگر مسلمان اپنی تمام متحدہ مساعی کو اس جانب متوجہ کریں تو یقین ہے کہ چند ہی روز میں پھر اس عروج و کمال

تک پہنچ جائیں جہاں ہمارے اسلاف گامزن تھے۔

اب میں اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں اور عفوِ تقصیرات کا خواستگار ہوں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا۔ بطفیل حبیبک ونبیاک محمد و آلہٖ واصحابہ واتباعہ اجمعین اللّٰھم لا تحرمنا شفاعتہ واحشرنا فی زمرتہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

یا ربّ صلِّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلّھم

امیدوارِ رحمت خداوندی ...... محمد احتشام الحسن کان اللہ
بستی حضرت نظام الدین اولیاء
یکم ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ

مذہبی جذبات پیدا کرنے والی کتابیں

اُردو زبان میں

مصنفہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ظلہ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

حکایاتِ صحابہؓ اُردو جن کے پڑھنے اور سننے سے مرد، عورت اور بچوں کے قلوب میں یکساں طور پر مذہب کے بلند جذبات اسلام کے صحیح ولولے پیدا ہوتے ہیں اور ایمان کی بے پناہ قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ قیمت (۱۲؍)

فضائل ذکر اُردو اسمیں ۴۰ آیات و احادیث جمع کی ہیں جن میں ذکر کی برکات کلمہ طیبہ کے فضائل و رسوم کلمہ یعنی تسبیحات فاطمہؓ کے ثواب وارد ہوئے ہیں خاتمہ میں صلوٰۃ التسبیح کا مفصل بیان ہے قیمت ایک روپیہ (عہ) رعایتی بارہ آنے (۱۲؍)

خصائل نبوی اُردو شرح شمائل ترمذی اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، عادات اور دن رات کے سب معمولات، سونا، لیٹنا، بیٹھنا، کھانا، پینا غرضیکہ حضور کی زندگی کے تمام شعبے اور گھر اور باہر کے برتاؤ اور ہر بات کا مسنون طریقہ اور دین و دنیا کی صحیح معاشرت ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اُردو جاننے والوں کیلئے ترجمہ اور مختصر شرح فرمائی ہے جس سے پڑھنے والوں کیلئے سکونِ دل اور بشاشت حاصل ہوتی ہے جس میں مختلف روایات پر گفتگو کر کے صحیح کیفیت اخذ فرمائی ہے اور علماء و طلباء کیلئے عربی حاشیہ میں حل لغات مع اسمائے رجال تحریر کیا ہے۔ امتحان دینے والے طلباء کیلئے نہایت کار آمد ہے مسلمانوں کے اپنے اور اپنے بچوں کیواسطے وہی طرزِ عمل دین و دنیا میں کامیابی اور ترقی کا سبب ہے جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/۱) تیسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

اسلامی سیاست

یا

الاعتدال فی مراتب الرجال

شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کا اپنے ایک مخلص خادم شاگرد کے نام مفصل مبسوط خط جس میں مسائل حاضرہ کے متعلق ستر سوالوں کے جوابات انتہائی سنجیدگی اور متانت سے تحریر فرمائے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

فضائل نماز مؤلف نے اپنے نرالے اور دلکش انداز میں ان احادیث کی شرح فرمائی ہے جن میں نماز پڑھنے کی فضیلت نماز چھوڑنے پر اُخروی عذاب اور دنیوی نقصان، جماعت کے ثواب اور اس کے ترک کی سزائیں اور خشوع و خضوع کی کیفیت

ہر مضمون کے مناسب صحابہ اور بزرگوں کے قصے بھی درج فرمائے ہیں۔ قیمت چھ آنے (۶؍)

فضائلِ قرآن مجید اردو

یہ ان حدیثوں کا مجموعہ ہے جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی برکتیں فضیلتیں بیان فرمائی ہیں حفظ کرنے کرانے، پڑھنے پڑھانے اور اس سلسلہ میں کوشش و انتظامات سے جیسے جیسے درجے حاصل ہوتے ہیں ان کو ارشاد فرمایا ہے تلاوت کے ظاہری و باطنی آداب بھی اور کند ذہنوں کیلئے قرآن شریف جلد یاد ہونے کا مجرب عمل بھی درج ہے اور فضیلت قرآن میں ایک حدیث جو چالیس حدیثوں کا مجموعہ اور نہایت مختصر ہے جس کے یاد کرنے سے وہ اجر و ثواب بھی حاصل ہوتا ہے جو چالیس حدیثوں کے یاد کرنے پر ارشاد ہوا ہے جو حضرات تعلیم قرآن کیطرف متوجہ نہیں یا اسپر معترض ہیں وہ اسکا مطالعہ ضرور فرمائیں قیمت (۵؍)

فضائلِ رمضان شریف

رمضان شریف کی برکتیں فضیلتیں اور خصوصیتیں معتبر حدیثوں سے جن سے معلوم ہوگا کہ رمضان شریف کیسا مہینہ اور عظیم الشان نعمت ہے اور ہم کیسی بیقدری کر رہے ہیں بزرگانِ دین کے معمولات اور اس نعمت عظیمہ کی قدردانی کے حالات اور رات دن کے مشغلے اور یہ کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے اور کب ہوتی ہے اس کے بارے میں مفصل اقوال، اعتکاف کی فضیلت اسکا طریقہ تفصیل وہ سورہ انا انزلناہ کی تفسیر وغیرہ وغیرہ عجیب مضامین کا مجموعہ ہے قیمت (۵؍)

فضائل تبلیغ اردو

بلغوا عنی ولو آیۃ (میری جانب سے لوگوں کو تبلیغ کرو اگرچہ ایک ہی آیت کی ہو) اس لئے اسلام کا ہر مرد، عورت، بڑا بچہ ایک کارآمد مبلغ ہے تبلیغ کے اصول آیات و احادیث سے جمع فرمائے ہیں حضور کے زمانہ میں مسلمانوں کی روز بروز ترقی اور اس وقت روز بروز تنزل کے اسباب حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے اصول تبلیغ اور موجودہ مسلمانوں کے طرز میں زمین و آسمان کا فرق اور اصلاح کے قاعدے تبلیغ کرنے والوں کو ہدایات اور ضروری نصیحتیں۔ قیمت (۱۰؍)

قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم

اسمیں تعلیم کا شرف اسکی فضیلتیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ دین و دنیا میں سوائے تعلیم کے اور کسی ذریعہ سے انسان کامیاب نہیں ہو سکتا نیز نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کیواسطے کونسی تعلیم دین و دنیا میں بہتر ہے اور پرائمری جبریہ تعلیم میں کن امور کا لحاظ ضروری ہے قیمت (۱؍)

رسالہ اختلاف ائمہ

یہ مضمون رسالہ المظاہر سہارنپور میں شائع ہوا تھا بہت سے احباب کا اصرار ہے کہ اسکو کتابی صورت میں کر دیا جائے۔ زیر طبع ہے۔

کتابیں ملنے کا پتہ :- مینیجر کتب خانہ فیضی بستی حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

حجاج کیلئے دواؤں کا اکسیری بکس

تیار کردہ

عالیجناب حکیم حافظ محمد قمر الحسن صاحب

اس بکس میں وہ ادویات جن کی کہ اکثر و بیشتر اس سفر میں حجاج کو ضرورت پیش آتی ہے مہیا کی گئی ہیں اگر ہمارا یہ سفری بکس آپ کا رفیق سفر ہے تو پھر آپ حکیم و ڈاکٹر کی ضرورت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اس بکس میں آٹھ اکسیری دوائیں ہیں جو وقت پر ایک معالج کا کام دیتی ہیں فہرست ادویات حسب ذیل ہے۔

نمبر ۱۔ تریاق معدہ۔ یہ دوا معدہ کی جملہ شکایات مثلاً درد شکم سوء ہضم وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔

نمبر ۲۔ تریاق ہیضہ ہیضہ کے لئے ایک فوری اور زود اثر دوا ہے جو پہلی ہی خوراک میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

نمبر ۳۔ دوائے عجیب۔ یہ دوا متلی قے ابکائی دردسر درد شکم ہیضہ وغیرہ شکایات کیلئے اکسیر ہے۔

نمبر ۴۔ ملیریا بخار اور ہر قسم کے بخار کے لئے مفید ہے۔

نمبر ۵۔ قرص ہاضم یہ قرص غذا کو ہضم کرتے ہیں اشتہا پیدا کرتے ہیں تبخیری کیفیت کم دور کرتی ہیں

نمبر ۶۔ قرص تسکین۔ دردسر اور ہر قسم کے دردوں کیلئے اکسیر ہے فوراً اپنا اثر دکھاتی ہے۔

نمبر ۷۔ اکسیر ملین رفع قبض کیلئے بہترین شے ہے اجابت بفراغت لاتی ہے۔

نمبر ۸۔ زود اثر۔ یہ دوا دستوں کے بند کرنے میں فوری اثر دکھاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ادویہ ہمراہ بکس قیمت مکمل بکس علاوہ محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
تمہید	۲
حج کن لوگوں پر فرض ہے	۳
آداب سفر	۵
حج کی قسمیں	۱۴
احرام باندھنے کا طریقہ	۱۵
وہ چیزیں جو حالت احرام میں منع ہیں	۱۷
عورت کا احرام	۱۹
نابالغ بچے کا احرام	۱۹
جدہ	۲۰
حدود حرم	۲۰
مکہ مکرمہ میں داخلہ	۲۲
طواف کرنے کا طریقہ اور طواف کی دعائیں	
صفا و مروہ کے درمیان سعی اور دعائیں	
حج ادا کرنے کا طریقہ	۳۷
منیٰ کی روانگی	۳۷
عرفات کی روانگی	۳۷
عرفات کی دعائیں	۴۰
مزدلفہ کو روانگی	۴۳
مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی	۴۵
منیٰ کا قیام اور رمی جمرات	۴۶
احرام سے حلال ہونا	۴۷
طواف زیارت	۴۸
منیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی	۵۰
مکہ مکرمہ سے روانگی اور طواف	
وداع	۵۱
عمرہ کا بیان	۵۳
فرائض عمرہ	۵۳
واجبات عمرہ	۵۳
قران کا بیان	۵۴
تمتع کا بیان	۵۵
فرائض حج اور انکا حکم	۵۶
واجبات حج اور ان کا حکم	۵۷
سنن حج اور انکا حکم	۵۸
فرائض احرام	۵۹
واجبات احرام	۶۰
جنایات اور انکی جزاء	۶۰
مقامات اجابت دعا	۶۹
مکہ مکرمہ کے مقامات مقدسہ کا بیان	۷۰

عنوان	صفحہ
مقام ابراہیمؑ	۷۰
حجر اسود	۷۲
رکن یمانی	۷۶
ملتزم	۷۷
کعبہ کے اندر داخل ہونے کا بیان	۷۹
طائف کے فضائل	۸۳
بیت اللہ کی طرف دیکھنے کا ثواب	۸۶
ان مقامات کا بیان جہاں حضور اقدسؐ نے نماز پڑھی ہے	۸۸
حطیم کے فضائل	۹۰
مکہ معظمہ کے فضائل	۹۲
مکہ مکرمہ کی فضیلت کی وجہ	۹۴
حرم اور مسجد حرام کی فضیلت	۹۶
حرم کے فضائل اور خصائص	۹۸
اہل مکہ کی فضیلت و حرمت	۱۰۱
چاہ زمزم	۱۰۲
زمزم کی برکت و فضیلت	۱۰۷
زمزم کے خواص	۱۰۹
زمزم پینے کے آداب	۱۱۰
مکہ مکرمہ کی مساجد کا بیان	۱۱۱
حرم کے پہاڑوں کا بیان	۱۱۴
مکہ مکرمہ کے مقابر کا بیان	۱۱۶
مدرسہ صولتیہ کا تذکرہ	۱۱۷
زیارت مدینۂ منورہ	۱۱۸
فضائل زیارت روضۂ مطہرہ	۱۱۹
آداب زیارت	۱۲۵
زیارت کا طریقہ	۱۲۸
مدینہ منورہ میں قیام کے آداب	۱۳۲
مدینہ منورہ کی عظمت و فضیلت	۱۳۴
مسجد نبوی کا بیان	۱۳۷
مسجد نبوی کی عظمت و فضیلت	۱۳۷
مدینہ منورہ کی مساجد	۱۴۰
کنوؤں کا بیان	۱۴۸
مزارات مدینۂ منورہ	۱۵۰
واپسی۔	۱۵۲
چند مفید کتابیں اور دوائیں	۱۵۶ تا ۱۵۸

دیوانِ متنبّی محشّیٰ

(بحواشی جدیدہ)

تالیف

مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی (مولوی فاضل)

دیوان متنبی عربی علم ادب کی ایک مشہور کتاب ہے جو ہر ادارۂ علمیہ کے نصاب تعلیم میں داخل ہے جسکی وجہ سے ہر عربی خواں اور عربی داں کو اس کی شرح اور حواشی کی ضرورت پڑتی ہے۔
اس جدید حاشیہ میں طلباء کی ضرورت کے موافق مشکل لغات کا حل کیا گیا ہر شعر کے مطلب و مفہوم کو نہایت فصیح سلیس اور عام فہم عربی عبارت میں بیان کیا گیا۔ بعض بعض اشعار کے کئی کئی معنی بتلائے دوسرے شعراء کے ہم معنی اشعار بھی جگہ جگہ درج کئے گئے۔ غرض طلباء اور علماء کی دلچسپی اور ضرورت کی تمام علمی باتوں کو معتبر شروح اور حواشی سے اخذ کر کے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ قیمت ۸عہ

شرح قصیدہ بانت سعاد

تالیف

العلامۃ الاجل رئیس اہل العرفان والتقی مرجع ارباب الفتوی حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی قدس سرہٗ

یہ حضرت کعب بن زہیر صحابی رضؓ کے مشہور مدحیہ قصیدہ "بانت سعاد" کی عجیب و غریب شرح اور ترجمہ ہے حضرت مصنف قدس سرہٗ العزیز نے پہلے شعر کا فارسی اور اردو شعر میں ترجمہ کیا ہے پھر عربی عبارت میں اس کی شرح اور توضیح فرمائی ہے۔ پھر اس عربی شعر کا عربی شعر میں ترجمہ کیا ہے اور اسکی عربی میں توضیح کی ہے۔ کتاب کی حسن و خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۸ر

مقامات ذیل سے یہ کتاب مل سکتی ہے

(۱) کتب خانہ فیضی بستی حضرت نظام الدین اولیاء (دہلی)
(۲) حاجی محمد نسیم صاحب عزیز اینڈ سنز صدر بازار (دہلی)
(۳) کتب خانہ رشیدیہ متصل جامع مسجد (دہلی)
(۴) صدر دفتر مدرسۂ صولتیہ فردوس منزل قرول باغ (دہلی)
(۵) کتب خانہ یحیوی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
(۶) مرکزی دفتر مدرسۂ صولتیہ (مکہ معظمہ)

منیجر کتب خانہ فیضی
بستی حضرت نظام الدین اولیاء
(دھلی)

(مطبوعہ محبوب المطابع (دہلی))